عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۲۲ تا ۳۰/صفر ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۱۲

امام الائمہ رحمہ اللہ

اربابِ اقتدار اور ممبرانِ پارلیمنٹ کے نام

ایک کھلا خط

چند حسین یادیں

صبرِ اسلاف کے تابندہ نقوش

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

قادیانیوں سے رشتہ کرنا یا ان کی دعوت کھانا جائز نہیں:

س:...... قادیانیوں کی دعوت کھالینے سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ نیز ایسے انسان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج:...... اگر کوئی قادیانی کو کافر سمجھ کر اس کی دعوت کھاتا ہے تو گناہ بھی ہے اور بے غیرتی بھی، مگر کفر نہیں۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی رکھے، اس کو سوچنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا؟

بہائی مذہب اور ان کے عقائد:

س:...... ایک مسئلہ حل طلب ہے۔ یہ مسئلہ صرف میرا نہیں، بلکہ تمام پاکستانی مسلمانوں کا ہے اور فوری طور پر توجہ طلب ہے۔ مسئلہ اسلام اور بہائی مذہب کا ہے۔ بہائی مذہب کے عقائد یہ ہیں:

۱:...... کعبہ سے منحرف ہیں۔ ان کا کعبہ اسرائیل ہے، بہاء اللہ کی آخری آرام گاہ۔

۲:...... قرآن پاک سے منحرف ہیں۔ ان کی مذہبی کتاب بہاء اللہ کی تصنیف کردہ ''کتاب اقدس'' ہے۔

۳:...... ان کے ہاں وحی نازل ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی۔

۴:...... جہاد اور جزیہ ناجائز اور حرام ہے۔

۵:...... پردہ ناجائز ہے۔

۶:...... بینکاری سود جائز ہے۔

۷:...... بہائی مذہب کا عقیدہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ ہی خدا کے کامل اور اکمل مظہر ظہور اور خدا کی مقدس حقیقت کے مطلع انوار ہیں۔

۸:...... ان کے نام اسلامی ہوتے ہیں۔

۹:...... کیا یہ درست ہے کہ بقول بہاء اللہ ایک ہی روح القدس ہے، جو بار بار پیغمبران کے جسد خاکی میں ظاہر ہوتا ہے۔

۱۰:...... یہ ختم نبوت اور ختم رسالت کے منکر ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ خدا ہر ایک ہزار سال کے بعد ایک مصلح پیدا کرتا رہتا ہے اور کرتا رہے گا۔

جو مسلمان ان کا مذہب اختیار کر رہے ہیں، وہ ملحد ہو رہے ہیں؟

ج:...... بہائی مذہب کے جو عقائد سوال میں درج کئے گئے ہیں، ان کے الحاد و باطل ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لئے کسی مسلمان کو ان کا مذہب اختیار کرنا جائز نہیں، کیونکہ بہائی مذہب اختیار کرنے کے بعد کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔

پتھروں کا انسانی زندگی پر اثر:

س:...... ہم جو انگوٹھی وغیرہ پہنتے ہیں اور اس میں اپنے نام کے ستارے کے حساب سے پتھر لگواتے ہیں، مثال کے طور پر عقیق، فیروزہ، وغیرہ وغیرہ، کیا یہ اسلام کی رو سے جائز ہے؟ اور کیا کسی پتھر کا پہننا سنت ہے؟

ج:...... پتھر انسان کی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے، انسان کے اعمال اثر انداز ہوتے ہیں۔

امیرِ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیبِ پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہدِ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتحِ قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہدِ ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشینِ حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغِ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہیدِ ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۱۲ ۲۲ تا ۳۰/صفر ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/مارچ ۲۰۰۶ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیرِ اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیرِ اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلسِ ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زرِ تعاون بیرونِ ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرِ تعاون اندرونِ ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

اس شمارے میں

ایک کھلا خط	اداریہ	۴
چند حسین یادیں	مولانا نثار احمد ہوشیار پوری	۶
امام الائمہ	مولانا سعید احمد جلال پوری	۹
صبرِ اسلاف کے تابندہ نقوش	مولانا محمد امجد قاسمی ندوی	۱۳
مسلم معاشرہ پر دینی مدارس کے اثرات	مولانا محمد شاہنواز عالم قاسمی	۱۸
تحفظِ ناموسِ رسالتؐ	ادارہ	۲۴

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اربابِ اقتدار اور ممبرانِ پارلیمنٹ کے نام ایک کھلا خط

معروض آنکہ یورپی اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف پوری مسلم دنیا اور غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمان سراپا احتجاج ہیں۔ اس سلسلہ میں پاکستانی پارلیمنٹ درج ذیل امور کے حوالے سے مثبت قانون سازی کرکے پاکستان میں ناموس رسالتؐ کے تحفظ کو یقینی بنانے میں اپنا موثر کردار ادا کرسکتی ہے:

۱:...... توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور اس پر بین الاقوامی ردعمل کے بعد اربابِ اقتدار کو اب یہ بات سمجھ میں آجانی چاہئے کہ پاکستان میں نافذ قانون توہینِ رسالت کس قدر مفید ہے؟ اور اس کی کس قدر شدید ضرورت ہے؟ لہٰذا اسے بالکل نہ چھیڑا جائے' اگر خدانخواستہ اس قانون کو منسوخ' اس میں ترمیم یا اس کے نفاذ کے طریقہ کار میں کوئی تبدیلی کی گئی تو کوئی بھی ازلی بدبخت توہین رسالت کا ارتکاب کرکے ملکی امن وامان کو تہہ وبالا کرسکتا ہے۔ لہٰذا قانون سازی کی جائے کہ مستقبل میں پارلیمنٹ کے تمام ممبران مل کر بھی توہین رسالتؐ کے قانون کو ختم یا تبدیل نہیں کرسکتے اور یہ قانون ریاست کے ناقابل تبدیل قوانین میں سے ایک ہوگا۔

۲:...... ناموسِ رسالتؐ کے خلاف زبان درازی کرنے والوں کو ہمیشہ کے لئے صدر مملکت' وزیراعظم' مرکزی وزراء' گورنرز' وزرائے اعلیٰ' صوبائی وزراء' شہری حکومت کے ناظم جیسے مناصب کے لئے نااہل قرار دیا جائے۔

۳:...... پاکستان میں ناموس رسالتؐ کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والے' خواہ وہ کسی قوم' قبیلہ یا گروہ سے تعلق رکھتے ہوں' بغیر کسی تخصیص کے ان سب کو سینیٹ' قومی اسمبلی' صوبائی اسمبلی اور شہری حکومت کی رکنیت کے لئے نااہل قرار دیا جائے۔

۴:...... شانِ رسالتؐ میں گستاخی کرنے والوں کو تحفظ دینے والی یا ان کی سرپرستی کرنے والی تمام سیاسی جماعتوں' پریشر گروپوں کے سیاست میں حصہ لینے پر پابندی عائد کرتے ہوئے انہیں کالعدم جماعتیں قرار دیا جائے۔

۵:...... جن سیاسی جماعتوں کے عہدیداران یا کارکنان شان رسالت میں گستاخی کے مرتکب ہوئے ہیں' ان جماعتوں پر اس وقت تک ہر قسم کی سیاسی وغیر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر پابندی ہو جب تک کہ وہ ان عہدیداروں یا کارکنوں کو اپنی جماعت سے فارغ نہ کردیں۔

۶:...... قانون سازی کی جائے کہ شانِ رسالتؐ میں گستاخی کا مرتکب فوج سمیت قانون نافذ کرنے والے تمام اداروں کے سربراہ اور دیگر کلیدی عہدوں پر کبھی فائز نہیں ہوسکے گا۔

۷:...... ذرائع ابلاغ پر توہین رسالت پر مشتمل ہر قسم کے مواد کی نشرواشاعت پر مکمل پابندی عائد کی جائے اور ایسے توہین آمیز مواد کی نشرواشاعت میں ملوث ذرائع ابلاغ کا لائسنس فوری طور پر کینسل کیا جائے گا۔

۸:...... قانون سازی کی جائے کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ دیکھی جانے والی توہین آمیز واخلاق سوز ویب سائٹوں کو فوری طور پر بلاک کیا جائے گا اور مستقبل میں بھی ایسی توہین آمیز واخلاق سوز ویب سائٹیں اسی قانون کے تحت بلاک کی جائیں گی تا کہ ہر مرتبہ نئی قانون سازی یا عدالتی احکامات کی ضرورت نہ پڑے۔

امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں قانون سازی کے عمل میں اپنا موثر کردار ادا کر کے ملک میں ناموس رسالتؐ کے تحفظ کو یقینی بنائیں گے۔ والسلام

(مولانا) سعید احمد جلال پوری

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

قادیانی افسران کے بے جا مظالم

قادیانی جہاں کہیں بھی ہوں' اپنے باطل عقائد ونظریات کے پرچار اور مسلمانوں کے خلاف ہر ممکن اقدامات میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی یہ پوری کوشش ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو دنیوی واخروی نقصان سے دوچار کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں ایک قادیانی بحیثیت افسر تعینات ہو جائے' وہ اپنے ماتحتوں کا جینا دوبھر کر دیتا ہے اور مسلمانوں کو اس قدر پریشان کرتا ہے کہ انہیں اپنے اداروں سے استعفیٰ دے کر علیحدہ ہو جانا بہ نسبت اس ابتر ماحول میں کام کرنے کے آسان معلوم ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح یہ قادیانی جس ادارہ میں جاتے ہیں' ان کی اولین ترجیح ان اداروں میں اپنے ہم مذہب قادیانیوں کو بھرتی کروانا ہوتی ہے' خواہ اس کے لئے انہیں مسلمانوں کو برطرف ہی کیوں نہ کروانا پڑ جائے۔ وہ ان قادیانیوں کو مسلمانوں پر فوقیت دیتے ہیں اور بوقت ضرورت مسلمانوں کے خلاف ان سے کام بھی لے سکتے ہیں۔

کچھ اسی قسم کا معاملہ گزشتہ دنوں ڈیرہ غازی خان میں پیش آیا۔ اطلاعات کے مطابق عبدالغفور احسان نامی ایک شخص الغازی ٹریکٹر لمیٹڈ ڈیرہ غازی خان کا جنرل منیجر ہے' جو مبینہ طور پر قادیانی ہے۔ پرانے مسلمان ملازمین کو نوکری سے نکال کر اور قادیانیوں کو بھرتی کر کے اس نے اودھم مچا رکھا ہے۔ اس کے علاوہ نہ معلوم کتنے مسلمان اس کے مظالم کا نشانہ بن کر ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ مسلمانوں میں اس کے مظالم کے خلاف شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ اس شخص کو فوری طور پر معطل کیا جائے' جن مسلمان ملازمین کو اس نے نکالا ہے' انہیں فوری طور پر بحال کیا جائے اور جن قادیانیوں کو بھرتی کیا گیا ہے' انہیں فی الفور ادارہ سے نکالا جائے۔ اس کے علاوہ جن مسلمان ملازمین کو اس کے حوالے سے کسی بھی قسم کا نقصان پہنچا ہے' ان کی اشک شوئی کی جائے۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی واجب الادا رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ: خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

ناموس رسالتؐ وعقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے

چند حسین یادیں

قرآن پاک کی نص قطعی ہے:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں' لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں کی مہر یعنی آخری نبی ہیں۔''

فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''بے شک نبوت اور رسالت کا سلسلہ منقطع ہوگیا' پس میرے بعد کوئی رسول نہیں' کوئی نبی نہیں۔''

اجماع امت سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محل نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور ان کی ذات مقدس کے بعد نبوت کا دروازہ مطلقاً بند ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت ظلی' بروزی' تشریعی یا غیر تشریعی کی گنجائش نہیں' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی:

''بے شک عنقریب میری امت میں تقریباً تیس کذاب ہوں گے' وہ سب اپنے آپ کو نبی گمان کریں گے' جبکہ میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

اس حدیث شریف کے مطابق کئی دجال و کذاب آئے' جنہوں نے جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچا کر امت محمدیہ کو گمراہ کیا' اور کئی سادہ لوح مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرکے کفر کی دلدل میں داخل کردیا' اسی شجرۂ ملعونہ اور خبیثہ کی ایک خاردار شاخ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کا ناپاک وجود تھا' جس نے برٹش گورنمنٹ کی شہ پر نبوت کا دعویٰ کیا اور ہندوستان میں فتنہ وفساد کا ایک طوفان برپا کردیا' اس طوفان کا سامنا کرنے کے لئے خطیب اسلام حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی تقریر کے ذریعے مسلم قوم کو بیدار کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر نے عجیب تاثیر دکھائی کہ مسلم قوم کو ناموس رسالتؐ پر مرمٹنے پر مجبور کردیا۔ مسلمانوں نے کسی قسم کی قربانی

مولانا نثار احمد ہوشیارپوری

سے دریغ نہیں کیا اور ہزاروں جانوں نے اس کالے طوفان کا سامنا کرتے ہوئے ہندوستان کی گلیوں کو اپنے خون سے رنگین کرکے جام شہادت نوش کیا اور آنے والے مسلمانوں کے لئے بے مثل' بے نظیر یادگار یادیں چھوڑیں' انہیں یادوں میں سے چند یادیں پیش خدمت ہیں:

۱۹۲۷ء میں راجپال گستاخ رسولؐ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی' پورے ہندوستان میں ایک کہرام مچ گیا' مقدمہ چلایا گیا' عدالت کے جسٹس دلیپ سنگھ نے راجپال کو رہا کردیا' حالات نے خطرناک صورت اختیار کرلی۔ حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے حکومت کی بے شمار پابندیوں کے باوجود ایک احتجاجی جلسہ منعقد کیا' اس جلسہ میں حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ بھی شریک تھے' جلسہ ایک احاطہ میں ہوا' دروازے پر مسلح پولیس کا پہرہ تھا۔ حضرت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تقریر شروع فرمائی' آپ نے فرمایا:

آج آپ لوگ جناب فخر رسل' خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کو برقرار رکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں' آج جنس انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت خطرے میں ہے' جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے' آج مفتی کفایت اللہ اور احمد سعید کے دروازے پر ام المومنین عائشہ صدیقہ اور ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ آئیں اور فرمایا کہ ہم تمہاری مائیں ہیں' کیا تمہیں معلوم نہیں! کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں؟ دوران تقریر اچانک فرمانے لگے: اے دیکھو تو اماں عائشہ دروازے پر تو نہیں کھڑیں؟ یہ جملے سن کر سب دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور لوگوں کی نگاہ بے ساختہ دروازے کی جانب اٹھ گئیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرمانے لگے: دیکھو دیکھو! سبز گنبد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ اٹھے ہیں' خدیجہ وعائشہ رضی اللہ عنہن پریشان ہیں'

امہات المومنین آج تم سے اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہیں' حضرت عائشہؓ پکارتی ہیں' وہی حضرت عائشہؓ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیار سے حمیرا کہہ کر پکارتے تھے' جنہوں نے حبیب پاک کو مسواک چبا کر دی تھی' ان کی ناموس پر قربان ہو جاؤ' بیٹے بیٹے ماؤں کی ناموس کے لئے کٹ مرا کرتے ہیں' وہ دیکھو سیدہ فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ ہے کوئی باغیرت مسلمان جو میرے ابا جان کا انتقام لے؟

بعد ازاں حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: مسلمانو! یا تو سننے والے کان نہ رہیں یا لکھنے والا ہاتھ نہ رہے اور بکنے والی زبان نہ رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر تاثیر دکھا چکی تھی' ایک نوجوان' ترکھان کے بیٹے نے ہاتھ میں چھری لی اور شاتم رسول راجپال کو جہنم واصل کر دیا' اس مرد مجاہد کو آج بھی دنیا غازی علم الدین شہیدؒ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کو تین سال کے لئے حوالہ زنداں کر دیا گیا اور غازی علم الدین شہیدؒ کو سزائے موت سنائی گئی۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمدؒ ایک مرتبہ گرفتار ہو کر اسی جیل میں گئے' جیل وارڈن نے کہا کہ حضرت! آپ بہت خوش نصیب ہیں' یہ وہ کوٹھڑی ہے جس میں غازی علم الدین شہیدؒ کو گرفتار کیا گیا تھا' ایک مرتبہ رات کو میرا پہرہ تھا' میں نے دیکھا کہ کوٹھڑی روشن ہے' میں دوڑ کر آیا کہ کہیں قیدی نے اپنے آپ کو آگ نہ لگالی ہو' جب میں کوٹھڑی میں داخل ہوا تو سراپا نور پایا اور حضرت غازی صاحبؒ آرام فرما رہے تھے' میں نے بہت اصرار کر کے اس کی وجہ پوچھی تو غازی صاحب کہنے لگے کہ مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور مجھے فرمایا: علم الدین! ڈٹ جاؤ' میں حوض کوثر پر آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔

۱۹۳۵ء میں ضلع گڑگاواں کے ڈاکٹر انچارج شفاخانہ حیوانات نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر کے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا' گستاخی یہ کی کہ اپنے شفا خانہ کے گدھوں میں سے ایک کا نام (نعوذ باللہ من ذالک) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر رکھ دیا۔ مسلمانان ہند کا خون کھولنے لگا' وہ زخم جو ذلیل راجپال نے ۱۹۲۷ء میں لگائے تھے' آج ۱۹۳۵ء میں پھر تازہ ہو گئے۔ مسلمانان ہند کی ولولہ انگیز غیرت ایمانی کو دیکھ کر برٹش گورنمنٹ نے اس بدبخت گستاخ ڈاکٹر کا گڑگاواں سے ضلع حصار تبادلہ کر دیا' لیکن گورنمنٹ' مسلم قوم کے غصہ سے اس کو محفوظ نہ رکھ سکی' مرد مجاہد' عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم غازی مرید حسین نے طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد ضلع حصار میں اس گستاخ کو آڑے ہاتھوں لیا اور جہنم واصل کر دیا اور بعد ازاں اپنے آپ کو خود گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ قانونی موشگافیوں سے فائدہ اٹھا کر آپ بچ سکتے تھے' لیکن عشق رسولؐ میں جام شہادت نوش کرنے کا شوق غالب تھا' بالآخر ۲۴/ستمبر ۱۹۳۷ء بروز جمعۃ المبارک' بوقت صبح نو بجے یہ مرد مجاہد ہنستا مسکراتا' چمکتا دمکتا چہرہ' خوش وخرم' صلو علیہ کے ترانے گاتا ہوا جام شہادت نوش فرما گیا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک نو سال کا بچہ بھی گرفتار ہو کر کوٹ لکھپت جیل آ گیا' دوسروں کی طرح اس کو بھی کوڑے مارے گئے' لیکن جذبۂ دین اور استقامت ایسی کہ سب دیکھنے والے حیران رہ گئے' ماں باپ کو نہیں پکارا' اپنی مظلومیت کی کسی سے شکایت نہیں کی' جب کوڑا لگتا یہ بچہ ''ختم نبوت زندہ باد'' کا نعرہ لگاتا' یونہی کوڑے برداشت کرتی ہوئی یہ معصوم جان شہادت کا جام پی کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملی۔

اسی تحریک میں ایک عورت اپنے بیٹے کی بارات لے کر دہلی دروازے کی طرف آ رہی تھی' سامنے سے فائرنگ کی آواز آئی' معلوم کرنے پر پتا چلا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لئے لوگ سینہ تانے گولیاں کھا رہے ہیں' تو اس عورت نے بارات کو معذرت کر کے رخصت کر دیا' بیٹے کو بلا کر کہا کہ آج کے دن کے لئے میں نے تمہیں جنا تھا' جاؤ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہو جاؤ' میں تمہاری شادی اس دنیا میں نہیں' بلکہ آخرت میں کروں گی اور تمہاری بارات میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کروں گی' جاؤ پروانہ وار شہید ہو جاؤ تاکہ میں فخر کر سکوں کہ میں بھی شہید کی ماں ہوں' بیٹا ایسا سعادت مند تھا کہ تحریک میں ماں کے حکم پر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے شہید ہو گیا' جب لاش لائی گئی تو گولی کا کوئی نشان پشت پر نہیں تھا' سب گولیاں سینہ پر کھائیں۔

اسی تحریک کے دوران کرفیو لگ گیا' اذان کے وقت ایک مسلمان کرفیو کی خلاف ورزی کر کے آگے بڑھا' مسجد میں پہنچ کر اذان دی' ابھی ''اللہ اکبر'' ہی کہہ پایا تھا کہ گولی لگی' ڈھیر ہو گیا' دوسرا مسلمان آگے بڑھا اس نے ''اشہد ان لا الہ الا اللہ'' کہا تھا کہ گولی لگی' ڈھیر ہو گیا' تیسرا مسلمان آگے بڑھا' ان کی لاشوں پر کھڑا ہو کر ''اشہد ان محمد رسول اللہ'' کہا کہ گولی لگی' ڈھیر ہو گیا' چوتھا آدمی بڑھا' ان تینوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر کہا ''حی علی الصلوٰۃ'' کہ گولی لگی' ڈھیر ہو گیا' پانچواں مسلمان بڑھا' غرضیکہ باری

باری تو مسلمان شہید ہوگئے' مگر اذان مکمل کر کے چھوڑی۔

تحریک ختم نبوت کے دوران لاہور کی سڑکوں پر ایک مسلمان دیوانہ وار ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے لگا رہا تھا' پولیس نے پکڑ کر تھپڑ مارا' اس نے کہا ''ختم نبوت زندہ باد'' پولیس والے نے بٹ مارا' اس نے کہا ''ختم نبوت زندہ باد'' پولیس والے مارتے رہے اور وہ ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے لگاتا رہا' پولیس نے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا' یہ زخموں سے چور چور مسلمان پھر بھی ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے لگاتا رہا' اسے گاڑی سے اتارا گیا تو بھی ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے لگاتا رہا' اس کو فوجی عدالت میں لایا گیا' اس نے عدالت میں آتے ہی ''ختم نبوت زندہ باد'' کا نعرہ لگایا' فوجی نے کہا: ایک سال سزا' اس نے سن کر ''ختم نبوت زندہ باد'' کا نعرہ لگایا' فوجی نے سزا دو سال کر دی' اس عاشق رسولؐ نے پھر نعرہ لگایا' غرضیکہ فوجی سزا بڑھاتا رہا اور یہ مسلمان نعرہ ختم نبوت بلند کرتا رہا' فوجی عدالت جب بیس سال پر پہنچی اور دیکھا کہ بیس سال کی سزا سن کر پھر بھی وہ نعرہ سے باز نہیں آرہا تو فوجی عدالت نے کہا کہ اس کو باہر لے جا کر گولی مار دو' اس نے گولی کا نام سن کر دیوانہ وار رقص شروع کر دیا اور ''ختم نبوت زندہ باد'' کے فلک شگاف ترانہ سے ایمان پرور وجد کی کیفیت طاری کر دی' یہ حالت دیکھ کر عدالت نے کہا کہ اس کو رہا کر دو' اپنی رہائی کا سن کر اس نے پھر نعرہ لگایا: ''ختم نبوت زندہ باد''۔ قارئین کرام آپ بھی کہہ دیں: ''ختم نبوت زندہ باد''۔

دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس نکلتے اور لوگ دیوانہ وار' پروانہ وار سینہ پر گولیاں کھا کر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم پر جان قربان کرتے' جب جلوس نکلنے بند ہوگئے تو ایک اسّی سالہ بوڑھا اپنے پانچ سالہ معصوم بچے کو اپنے کندھے پر اٹھا کر لایا' باپ نے ''ختم نبوت'' کا نعرہ لگایا' معصوم بچے نے باپ سے جو سبق پڑھا تھا' اس کے مطابق ''زندہ باد'' کہا' دو گولیاں آئیں اور اسّی سالہ بوڑھے باپ اور پانچ سالہ معصوم بچے کے سینہ سے شائیں کر کے گزر گئیں' دونوں شہید ہوگئے' مگر تاریخ میں ایک جدید باب کا اضافہ کر گئے اور مسلم قوم کو ایک سبق پڑھا گئے کہ اگر ناموس رحمۃ للعالمین' خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اسّی سالہ بوڑھے اور پانچ سالہ بچے کو بھی جان قربان کرنا پڑے تو دریغ نہ کرنا۔

☆☆..................☆☆

اللہ ہی نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا

ا:......اللہ کا نور آسمانوں میں ہے۔

۲:......اللہ کا نور زمینوں میں ہے۔

۳:......اللہ کا نور کائنات کے ذرے ذرے میں موجود ہے۔

۴:......اللہ کے نور کے لئے مومن کا دل مانند چراغ ہے۔

۵:......اللہ کے نور سے جب مومن روحانی جہاں کو روشن کر لیتا ہے تو وہ نور پھر روحانی جہاں میں پھیل جاتا ہے' مومن کا دل روحانی جہاں کا مرکز بن جاتا ہے۔

۶:......اللہ کا نام اللہ اسم اعظم ہے' اس کے نور سے دل کی سیاہی دھل جاتی ہے۔

۷:......اللہ کے نور سے مومن کا دل صاف وشفاف آئینہ کی مانند ہو جاتا ہے۔

۸:......اللہ کے نور اسم اعظم کی برکت سے مومن کے دل میں اللہ کی تجلیات اور نور کی برساتیں شروع ہو جاتی ہیں۔

۹:......اللہ کے پیارے نام اللہ کے ذکر سے دارین کی زندگی میں سکون اور کامیابی اور کامرانی حاصل ہوتی ہے۔

۱۰:......اللہ کے نام کی جب ضربیں لگائی جاتی ہیں تو مومن کا دل ہی اللہ کا گھر کہلاتا ہے' پس مومن کے دل کا سکون اور آرام اللہ کا ذکر بن جاتا ہے۔

اللہ کے ذکر سے غفلت مومن کے دل کے لئے بیماری بن جاتی ہے' وہ اپنے دل کی خوراک ہی اللہ کا ذکر بنا لیتا ہے۔

جسم وجان کی تروتازگی اچھی خوراک میں نظر آتی ہے تو اصلی ترقی اور بلندی اللہ کے ذکر میں ہے' جب اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کثرت سے ہوگا تو جسم وجان دل ودماغ میں فکر پیدا ہوگی' اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوگا' جب عبادت الٰہی میں بندہ گم ہو جائے گا تو عرش الٰہی کا نور اس کو ہر طرف نظر آئے گا۔

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

امام الائمہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے' مگر اس امید پر کہ قیامت کے دن حضرت امامؒ کے خدام میں شمار کیا جاؤں' اور خریداران ''یوسف'' میں اپنا نام لکھوا سکوں' چند غیر مربوط کلمات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور تکوین الٰہی کو یہ منظور ہوا کہ بعض اکابر کو غیر معمولی درجات سے نوازا جائے۔ ظاہر ہے کہ چند روزہ زندگی کی طاعات وعبادات سے جنت کے لازوال درجات اور مراتب عالیہ کا حصول بظاہر مشکل تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی مشیت نے یہ طے فرمایا کہ وہ حضرات جب تک اس عالم رنگ و بو میں رہیں تو وہ خود طاعت وعبادت' تقویٰ و تدوین' درس و تدریس اور تعلیم وتعلم کے علاوہ ہر لحہ: ''والذین یبیتون لربھم سجداً وقیاماً'' کی تصویر بنے رہیں' لیکن جب وہ اس دنیا سے چلے جائیں تو ان کا نامۂ اعمال بدستور کھلا رہے اور ان کی نیکیوں میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہے' اور ان کی حسنات میں کمی واقع نہ ہو' چنانچہ تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کا ایسا انتظام فرمایا کہ جہاں ان کے صدقات جاریہ' علم نافع کی نشرواشاعت میں ان کا برابر کا حصہ ان کو ملتا رہے' وہاں کچھ محروم القسمت لوگوں کو ان کی پوستین دری کی شکل بد میں لگا کر' ان کے اعمال صالحہ سے ان کو حصہ پہنچانے کا انتظام فرمادیا' ٹھیک یہی معاملہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارہ میں روا رکھا گیا ہے کہ کچھ ازلی بدبخت ان کی پوستین دری کرتے ہیں اور اپنی نیکیاں ان کے نامۂ اعمال میں منتقل کرتے ہیں۔

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:

''حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین واکابرین' تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے بعد حضرات ائمہ مجتہدین امام اعظم ابوحنیفہ' امام دارالہجرت مالک بن انس' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے فضائل ومناقب اور امت پر ان کے احسانات سب سے بڑھ کر ہیں۔ عنایت ازلی نے ان کو دین قیم کی تبویب وتدوین کے لئے منتخب فرمایا اور انہیں بعد کے تمام اولیائے امت کا سرخیل وسرگروہ بنادیا۔

حق تعالیٰ شانہ کے کسی مقبول بندے سے عداوت ودشمنی اور اس کی شان میں گستاخی وبے ادبی بہت ہی سنگین جرم ہے۔ حدیث صحیح کے مطابق ایسے شخص کے خلاف حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ جو کسی مقبول بارگاہ الٰہی کی بے ادبی کا مرتکب ہو' حق تعالیٰ شانہ بہت ہی غیور ہیں' اور جو شخص ان مقبولان الٰہی کی پوستین دری کرے..... غیرت الٰہی اسے ہلاک کردیتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے بعض مقبول بندوں کی محبت وعداوت کو سنت و بدعت اور ہدایت وضلالت کی علامت بنادیتے ہیں' انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد نوع انسان میں کامل ترین فرد علی الترتیب حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں' لیکن حق تعالیٰ شانہ کی حکمت بالغہ ہے کہ ایک گروہ ان کی اور ان کے رفقاء کی عداوت اور توہین وتنقیص کو اپنا دین وایمان سمجھتا ہے اور ائمہ میں سے سب سے اقدم واکمل امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جنہیں اکابر امت نے امام الائمہ اور امام اعظم کا لقب دیا ہے' لیکن افسوس ہے کہ محرومان توفیق کا ایک طبقہ ان کی تخفیف شان اور اہانت وگستاخی کو سرمایہ سعادت سمجھتا ہے' کہ پہلے گروہ

کی عداوت شیخین رحمہم اللہ سے ان دونوں بزرگوں کا کچھ بگڑا' اور نہ اس دوسرے گروہ کی عداوت و گستاخیوں سے امام ابوحنیفہؒ کے فضل و کمال ہی میں کوئی کمی آئی' بلکہ یقین ہے کہ ان اکابر کے درجات اس سے بلند ہوتے ہوں گے۔" (اختلاف امت اور صراط مستقیم حصہ دوم ص:۴۸'۴۹)

بلاشبہ حضرت امامؒ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی امتیازی خصوصیات سے نوازا ہے جو ائمہ دیگر میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئیں' چنانچہ باتفاق اہل علم حضرت امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں اور انہوں نے حضرات صحابہ کرامؓ کی زیارت کرکے انوار صحابیت کو اپنی آنکھوں میں جذب کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی:

"مبارک ہو! اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا' اور مبارک ہو اس شخص کو جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا' اور مبارک ہو اس شخص کو جس نے میرے دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں کو دیکھا' بشارت کے مستحق قرار پائے۔" (مجمع الزوائد ص:۲۰ ج:۱۰)

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی رفعت شان اور جلالت قدر کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جتنا حضرت امام ابوحنیفہؒ کے فضائل و مناقب اور حالات و کمالات زندگی پر لکھا گیا ہے اتنا کسی پر کم ہی لکھا گیا ہوگا۔ چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے فضائل و مناقب پر جہاں اپنوں نے لکھا ہے' اس سے کہیں زیادہ دوسرے مسلک کے اکابر علماء و محققین نے آپ کی شان میں تصنیفات چھوڑی ہیں۔ اگر کہیں ایک آدھ مصنف نے آپ کے خلاف لب کشائی کی ہے تو اس سے کہیں زیادہ اعتدال پسند اکابر نے ان کا بھرپور دفاع بھی کیا ہے۔ چنانچہ عظیم مورخ' بے نظیر محدث علامہ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی متوفی ۹۴۲ھ نے آپ کی عظمت و جلالت قدر پر بڑی معرکۃ الآراء کتاب "عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان" تالیف فرمائی جو نہایت مستند ماخذ کی حیثیت رکھی ہے۔ چنانچہ دور آخر میں حضرت امام صاحبؒ کی حیات پر جتنی کتابیں عربی' فارسی اور اردو میں لکھی گئی ہیں' ان کی ترتیب میں اس کتاب کو کلیدی ماخذ کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ چنانچہ امام موصوف اپنی اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

"امام ابوحنیفہؒ کے فضائل اتنے ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ امام ابو المؤید موفق بن احمد خوارزمی نے کیا خوب کہا ہے:

اے نعمان کے دونوں پہاڑو! تمہاری کنکریاں گنی جاسکتی ہیں' مگر نعمان بن ثابت کے فضائل نہیں گنے جاسکتے' فقہ کی بڑی بڑی کتابوں کو پڑھو' ان سب میں نعمان کے فضائل ملیں گے' جو نعمان پہاڑ کی طرح بلند ہیں' متقدمین اور متاخرین میں سے بہت سے لوگوں نے ان فضائل میں سے کچھ نہ کچھ ذکر کیا ہے۔ تاریخ کے ضمن میں بھی اور علیحدہ تصنیفات میں بھی' ان میں سے بہت سی کتابوں سے میں واقف ہوں' جن میں سب سے بہتر تصنیف خوارزمی کی ہے' انہوں نے ہر باب کے شروع میں اس باب کے مناسب نظم بھی لکھی ہے۔ افسوس کہ عجمی رسم الخط ہونے کے سبب میں نقل کرنے سے قاصر ہوں۔ محمد بن محمد کروری نے اس کا اختصار کیا ہے اور نظمیں بھی نقل کی ہیں مگر خوارزمی کا نام نہیں لیا' بلکہ صرف کہا: "قال بعضھم" جو انصاف کا تقاضا نہیں۔

نیز ایک کتاب "الانتصار لامام ائمۃ الامصار" ابوالمظفر یوسف سبط ابن جوزی کی ہے' خطیب بغدادی نے بھی بہت کچھ جمع کیا ہے' میں اس لائق تو نہیں کہ امام ابوحنیفہؒ جیسی عظیم المرتبت شخصیت کے حالات قلم بند کروں' مگر بارادۂ تبرک ایسا کررہا ہوں' جیسا کہ حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے اپنی کتاب "صفۃ الصفوۃ" میں نقل کیا ہے: "عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ" (صالحین کے ذکر خیر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے)۔"

(عقود الجمان ص:۳۳ تا ۳۵)

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی ایک روایت کے مطابق ۸۰ ہجری میں کوفہ میں حضرت ثابت بن زوطی کے گھر میں پیدا ہوئے' اور ابن زید کہتے ہیں کہ آپ کی ولادت ۶۱ ہجری میں ہوئی۔

آپ کے دادا زوطی اسلام لائے تھے۔ آپ کے والد حضرت ثابت حالت اسلام میں پیدا ہوئے' اور جب حضرت امام کی ولادت ہوئی تو ان کے والد ماجد انہیں حضرت علی رضی

اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے لئے دعائے برکت فرمائی۔

اکثر محققین کا خیال ہے کہ آپ عجمی ہیں' چنانچہ کابل' ترمذ اور نسا' وغیرہ کی طرف آپ کی نسبت کی جاتی ہے۔ بنظر انصاف دیکھا جائے تو ان میں کوئی تضاد نہیں ہے' کیونکہ انسان ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے اور وہاں وطن بنالیتا ہے' لیکن علامہ ابومطیع کا خیال ہے آپ عربی النسل تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کا نسب نامہ اس طرح بیان فرمایا ہے:

نعمان بن ثابت بن زوطی بن یحییٰ بن زید بن اسد' اور بعض نسخوں میں بن راشد انصاری ہے' اور بعض دوسرے حضرات نے اس سے اختلاف کیا ہے' امام کردری کے مطابق: ابوحنیفہ بن ثابت بن طاؤس بن ہرمز ملک بنی شیبان' اور امام محی الدین قرشی نے طبقات حنیفہ میں آپ کا نسب نامہ یوں نقل کیا ہے: ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن کاؤس بن مرزبان بن بہرام۔

آپ کا اسم گرامی بالاتفاق نعمان ہے' ابو حنیفہ کنیت ہے۔ شیخ محمد بن یوسف شافعی مصنف ''عقود الجمان'' فرماتے ہیں کہ عراقی زبان میں ''حنیفہ'' دوات کو کہتے ہیں' چونکہ آپ ہر وقت دوات ساتھ رکھتے تھے' اس لئے ابوحنیفہ کنیت پڑ گئی۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ چونکہ آپ کی بیٹی کا نام حنیفہ تھا' اس کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوحنیفہ قرار پائی۔ مگر علامہ شبلی نعمانیؒ نے اس کی تردید کی ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ آپ کا صرف ایک ہی لڑکا تھا جس کا نام حماد تھا' اس کے علاوہ آپ کی کوئی دوسری اولاد نہیں تھی۔ البتہ آپ کے دین حنیف پر قائم ہونے کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوحنیفہ قرار پائی جیسا کہ قرآن کریم میں حنفیت کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کرتے ہوئے ان کا قول منقول ہے: ''انی وجہت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین''

نہایت خوش شکل' سرخ وسفید اور متوسط قد کے تھے' آپ کی آواز نہایت خوبصورت اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فصاحت وبلاغت سے نوازا تھا' اپنی بات کو نہایت خوبصورتی سے پیش فرماتے

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی علوشان اور فقہ وفتاویٰ کی جامعیت کی دنیا قائل ہے' بلاشبہ آپ ''امام الائمہ'' اور ''استاذ الاساتذہ'' کے لقب کے بجا طور پر مستحق ہیں' چنانچہ حضرت امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ ہر شخص فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کا دست نگر ہے

خوبصورت داڑھی' عمدہ لباس' عمدہ جوتے اور خوشبو کا نہایت اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ آپ کی مجلس نہایت علمی اور رعب دار ہوتی' آپ کے صاحبزادے حضرت حماد فرماتے ہیں کہ آپ اکثر خاموش رہا کرتے۔ (عقود الجمان ص:۳۶ تا ۴۲)

شرف تابعیت:

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں آپ نے بچپن میں حضرت انسؓ کی زیارت کی تھی' حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے جماعت صحابہ کی زیارت کی تھی۔ اس لئے کہ وہ ۸۰ ہجری میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور اس وقت وہاں عبداللہ بن ابی اوفیٰ بھی موجود تھے جن کا ۸۸ ہجری میں انتقال ہوا اور حضرت امام نے حضرات صحابہ کرامؓ سے روایت بھی نقل فرمائی ہیں۔ (عقود الجمان ص:۴۹'۵۰)

اساتذہ:

آپ کے اساتذہ میں سات صحابہ کرامؓ کے علاوہ تقریباً چار ہزار اکابر تابعینؒ شامل ہیں۔

آپؒ سے علم حاصل کرنے والوں کی تعداد بھی بلاشبہ ہزاروں سے متجاوز ہے' اور آپ کے تلامذہ کا تعلق اسلامی دنیا کے مختلف شہروں سے رہا ہے' چنانچہ' مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ' دمشق' بصرہ' واسط' موصل' جزیرہ' رملہ' مصر' یمن' یمامہ' بغداد' کرمان' اصفہان' طبرستان' جرجان' نیسا پور' بخاری' سمرقند' ترمذ وغیرہ میں آپ کے تلامذہ رہے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی علوشان اور فقہ و فتاویٰ کی جامعیت کی دنیا قائل ہے' بلاشبہ آپ ''امام الائمہ'' اور ''استاذ الاساتذہ'' کے لقب کے بجا طور پر مستحق ہیں' چنانچہ حضرت امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ ہر شخص فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کا دست نگر ہے۔

حضرت امامؒ کے سامنے تمام قراً' فقہاء جھک گئے تھے۔ آپ تمام صحابہ کے علوم میں ان کے جانشین تھے۔ ان کے جلال علمی کے سامنے وقت کے حکمران بونے نظر آتے تھے۔ آپ ساری روئے زمین کے فقہاء کے بادشاہ تھے' آپ جس طرح فقہ کے امام تھے' ایسے ہی آپ فن حدیث کے بھی امام تھے' حدیث کی سب سے پہلی کتاب حضرت امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کی کتاب مسند امام اعظم ہے۔ ان کا تتبع کرتے ہوئے دوسرے محدثین نے بعد میں کتابیں لکھی ہیں۔

☆☆......☆☆

ہمدرد
صُدوری
Tough on Cough
کھانسی خشک ہو یا بلغمی، صُدوری اپنے نباتاتی اجزاء
کی بدولت فوری اثر دکھاتی ہے اور سینے کی جکڑن دور
کرکے کھانسی کی تکالیف سے مکمل نجات دلاتی ہے۔
FOR COUGH & COLD
Suduri®
Hamdard
Manufactured by: Hamdard Laboratories (Waqf) Pakistan
ہمدرد
ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان
شوگر فری میں بھی

صبر اسلاف کے تابندہ نقوش

بھوک اور پیاس کی مشقت:

خورد و نوش انسانی زندگی کے بقاء و قیام کا اہم ترین ذریعہ ہے‘ اگر آدمی خورد و نوش سے محروم رہے تو اس میں ضعف آ جاتا ہے اور وہ موت کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے‘ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں یہ دعا بھی ملتی ہے:

”اللّٰھم انی اعوذبک من الجوع فانہ بئس الضجیع“

ترجمہ: ”خدایا! میں بھوک سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں‘ کیونکہ وہ بدترین ساتھی ہے۔“ (کنزالعمال)

انبیاء ورسل اور صلحاء واتقیاء کی تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے بھوک پیاس کی مشقت پر صبر کیا‘ قناعت‘ رضا بالقضا اور صبر نے ان کی زندگیوں کو آراستہ کر دیا تھا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر سخت بھوک اور فاقہ مستی کا عالم تھا‘ ہر صحابی مضطرب تھا‘ ایک صحابی بے قرار ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں سخت بھوکا ہوں‘ اور اپنے پیٹ پر بندھا ہوا پتھر دکھا دیا‘ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنا شکم مبارک کھولا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے تا کہ بھوک کی شدت کو محسوس نہ ہونے دیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے‘ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلاف معمول بیٹھ کر نماز ادا کر رہے ہیں‘ نماز سے فارغ ہونے کے بعد عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ بیمار ہیں؟ فرمایا: نہیں‘ بھوک کی شدت ہے جس کی وجہ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا ہے‘ اس لئے بیٹھ کر نماز ادا کر رہا ہوں۔

مکی زندگی میں جب اہل کفر نے آپ کا اور قبیلہ بنو ہاشم کا مقاطعہ کیا اور آپ کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا‘ تین سالہ مقاطعہ کی اس طویل مدت میں آپ کو اور تمام لوگوں کو بھوک اور پیاس کی مشقت پر سینکڑوں بار صبر کرنا پڑا‘ درخت کے پتوں پر گزارا کرنا پڑا‘ یہاں تک کہ منہ زخمی ہو گئے‘ آپؐ کی سیرت طیبہ

مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی

میں ایسے واقعات بے شمار ہیں کہ آپؐ نے پوری رات بھوک کے عالم میں گزاری‘ بھوک مٹانے کے لئے کچھ نہ تھا‘ صبح کو گھر میں آتے اور کھانے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو روزے کی نیت فرما لیتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کی زندگیاں بھی اسی رنگ میں رنگی ہوئی تھیں‘ انہوں نے پورے صبر اور عزیمت وحوصلہ مندی کے ساتھ بھوک وپیاس کی مشقت کا مقابلہ کیا‘ کبھی بھوک کی شدت ان کو بے چین کرتی تھی‘ کبھی پیاس کی شدت بے ہوش کر دیتی تھی‘ اہل صفہ اس صبر کے لحاظ سے سب میں ممتاز ہیں‘ جس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سات‘ سات آدمی ایک ہی کھجور کو باری باری چوستے تھے تا کہ بھوک کی شدت میں کمی آئے‘ اس کے سوا کھانے کے لئے کچھ نہ ہوتا تھا۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی فاقہ کشی:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نہر کے کنارے سے گری پڑی سبزی اور خس کے پتے لے کر آتا اور ان کو کھا کر گزارا کرتا‘ بغداد میں اس قدر ہوش ربا گرانی تھی کہ مجھے کئی دن بغیر کھائے ہو جاتے تھے اور میں اس تلاش میں رہتا تھا کہ کہیں کوئی پھینکی ہوئی چیز مل جائے تو اسے اٹھا کر بھوک مٹالوں‘ ایک روز بھوک کی شدت میں اس امید پر دریا کے کنارے چلا گیا کہ شاید مجھے خس یا سبزی وغیرہ کے پتے پڑے ہوئے مل جائیں گے تو اسے کھالوں گا‘ مگر میں جہاں بھی پہنچا‘ معلوم ہوا کہ مجھ سے پہلے کوئی دوسرا اٹھا کر لے گیا‘ کہیں کچھ ملا بھی تو وہاں دوسرے غریبوں اور ضرورت مندوں کو اس پر چھینا جھپٹی کرتے ہوئے دیکھا اور میں ان کی محبت میں اسے چھوڑ کر چلا آیا۔ میں وہاں سے چلتا ہوا اندرونِ شہر آیا‘ خیال تھا کہ کوئی پھینکی ہوئی چیز مل جائے گی لیکن یہاں بھی اندازہ ہوا کہ کوئی مجھ سے پہلے اٹھا کر لے گیا‘ میں بغداد کے عطر بازار میں واقع مسجد یٰسین کے پاس پہنچا تو بہت ہی نڈھال ہو چکا تھا اور قوت برداشت جواب دے چکی تھی‘ میں مسجد میں داخل ہو گیا اور ایک کونے میں بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگا۔

کھانا لینے ایک عجمی نوجوان کی آمد:

اتنے میں ایک عجمی نوجوان صاف ستھری روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لے کر آیا اور بیٹھ کر انہیں کھانا شروع کردیا' وہ جب لقمہ لے کر ہاتھ اوپر کرتا تو بھوک کی شدت کی وجہ سے بے اختیار میرا منہ کھل جاتا' کچھ دیر کے بعد میں نے اپنے آپ کو ملامت کی اور دل میں کہا: یہ کیا حرکت ہے؟ یا تو خدا کھانے پینے کا کوئی انتظام کرے گا اور اگر موت کا فیصلہ لکھ چکا ہے تو پھر وہ پورا ہوکر رہے گا۔

کھانے کے لئے اصرار:

اچانک اس عجمی کی نظر مجھ پر پڑی اور اس نے مجھے دیکھ کر کہا: بھائی! آ ؤ کھانا کھالو میں نے منع کردیا' اس نے قسم دی تو میرے نفس نے کہا کہ اس کی بات مان لو لیکن میں نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے پھر انکار کردیا' اس نے پھر قسم دی' آخرکار میں راضی ہوگیا اور رک رک کر تھوڑا تھوڑا کھانے لگا' وہ مجھ سے پوچھنے لگا: تم کیا کرتے ہو؟ کہاں کے ہو؟ کیا نام ہے؟ میں نے کہا: میں جیلان سے پڑھنے کے لئے آیا ہوں' اس نے کہا: میں بھی جیلان کا ہوں' کیا تم ابوعبداللہ صومعی درویش کے نواسے' عبدالقادر نامی جیلانی نوجوان کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: میں وہی تو ہوں۔ (صبر و استقامت)

محمد بن نصر مروزی کا پیاس کے مارے بُرا حال:

حافظ حدیث' خطیب بغدادی' تاریخ بغداد میں اور حافظ ذہبی ''تذکرۃ الحفاظ'' میں امام محمد بن نصر مروزی (پیدائش ۲۰۲ھ وفات ۲۹۴ھ) کا تذکرہ کرتے ہوئے ابوعمرو عثمان بن جعفر بن لبنان کی روایت سے محمد بن نصر مروزی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ: میں مصر سے اپنی ایک باندی کو لے کر چلا اور مکہ مکرمہ جانے کے لئے ایک جہاز پر سوار ہوا' اچانک راستہ میں جہاز کو حادثہ پیش آیا اور وہ ڈوب گیا' اور اسی کے ساتھ میری دو ہزار کتابیں بھی بہہ گئیں' کسی طرح میں اور میری باندی ایک جزیرے میں پہنچ گئے' دیکھا تو وہاں دور دور تک کوئی نظر نہ آتا تھا' مجھے سخت پیاس لگ رہی تھی' مگر پانی کا کہیں نام ونشان تک نہ تھا' جب میں نڈھال ہوگیا تو باندی کی ران پر سر رکھ کر لیٹ گیا اور موت کے آگے ہتھیار ڈال دیے۔

غیبی امداد:

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک شخص ایک کوزہ میں پانی لے کر آیا اور اس نے کہا: پیو! میں نے لے کر خود بھی پیا اور باندی کو بھی پلایا' اس کے بعد وہ چلا گیا' مجھے پتا نہیں کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں چلا گیا۔'' (تاریخ بغداد' تذکرۃ الحفاظ)

مجبوری سب کچھ کراتی ہے:

بکر بن حمدان مروزی کی روایت ہے کہ انہوں نے ابن خروش کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ''مجھے طلب حدیث میں پانچ مرتبہ اپنا بول پینے کی نوبت آئی ہے۔'' اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ وہ حدیث حاصل کرنے کی شوق میں بیابانوں اور بے آب وگیاہ میدانوں میں رات دن پیدل چلا کرتے تھے اور راستے میں سخت پیاس کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ (العبر فی خبر من غبر' میزان الاعتدال)

بیماری اور مرض کی مشقت:

مرض اور بیماری کی آزمائشوں سے عام طور پر کوئی محفوظ نہیں رہتا' اسلام نے حالتِ مرض میں صبر کو بڑی اہمیت دی ہے۔ قرآن میں حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر نمونہ کے طور پر بیان ہوا ہے' ان کے اندر حالتِ مرض میں صبر کی بے پناہ طاقت اللہ نے بھردی تھی' اسی لئے صبر ایوب ضرب المثل بن گیا۔

بقول شاعر:

وفی ایوب قدوتنا
اذا ما استفحل الکرب
لنا فی صبرہ وزر
یزول بنورہ الخطب

ترجمہ: ''حضرت ایوب (علیہ السلام) کا صبر پریشانی زیادہ ہونے کے وقت ہمارے لئے نمونہ ہے' جس میں ہمارے لئے پناہ گاہ ہے' جس کے نور سے پریشانی ختم ہوجاتی ہے۔''

حضرت ایوب علیہ السلام کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے لختِ جگر حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق پر بے حد صدمہ پہنچا' جس سے ان کی صحت متاثر ہوئی اور روتے روتے بینائی ختم ہوگئی' مگر انہوں نے صبر سے کام لیا' حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے لقمہ بنایا' پھر ایک کنارے پر اگل دیا' اس وقت وہ بے حد کمزور اور نحیف وناتواں ہوگئے تھے' مگر وہ صبر سے کام لیتے رہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طاقت انہیں لوٹادی۔

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمام لوگوں کے لئے صبر کے میدان میں بھی بہت اعلیٰ اور عمدہ نمونہ اور مشعل راہ ہے۔

آپؐ نے خود اپنے بارے میں فرمایا:

''مجھے اتنا بخار آتا ہے' جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو آتا ہے۔''

(بشرالصابرین)

بار ہا ایسا ہوا کہ آپ مبتلائے بخار ہوئے' شدت بخار کی وجہ سے آپ تڑپتے اور کروٹیں بدلتے رہے' مگر آپ مرضی بقضا رہے اور کلمہ خیر کے سوا زبان سے کچھ نہ نکلا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر

ہوا' آپؐ بخار میں تھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے' میں نے چادر کے اوپر ہاتھ رکھا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کتنا سخت بخار ہے؟' آپؐ نے فرمایا: ہم پر اسی طرح سخت آزمائش آتی ہے اور دوہرا اجر ملتا ہے' حضرت ابوسعید خدریؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! سب سے سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: انبیاء کی' پوچھا پھر کس کی؟ فرمایا: اہل علم کی' پوچھا پھر کس کی؟ فرمایا: نیک بندوں کی' پھر فرمایا کہ پچھلے لوگوں میں کسی پر جوئیں مسلط کردی جاتی تھیں جو اسے مار ڈالتی تھیں' یہ آزمائش ہوتی تھی' اور کسی کو فقر میں مبتلا کیا جاتا تھا' یہاں تک کہ اسے ایک عبا کے سوا کوئی لباس نہ میسر آتا تھا' ان کو آزمائش پر اتنی زیادہ مسرت ہوتی تھی جتنی تم کو نعمتوں اور عطیات پر ہوتی ہے۔ (بشرالصابرین بحوالہ ابن ماجہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم میں کہیں درد ہونے لگا' آپ بے چین ہوگئے' کروٹ بدلنے لگے' حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرتا تو آپ اس پر ناراض ہوجاتے' آپؐ نے فرمایا: بلاشبہ اہل ایمان پر سختی کی جاتی ہے اور جس مسلمان کو کوئی چوٹ لگتی ہے' کانٹا چبھتا ہے' درد ہوتا ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی خطاؤں کا کفارہ بنادیتا ہے اور اس کے درجے بلند کرتا ہے۔ (ایضاً بحوالہ بیہقی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کو حالت مرض میں صبر کی تاکید فرماتے تھے اور بیماری کو گناہوں سے پاکی کا ذریعہ اور ترقی' درجات کا زینہ بتاتے تھے' روایات میں آتا ہے کہ ایک کالی عورت آپؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور میرا بدن کھل جاتا ہے' آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کردیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تم کو جنت ملے اور چاہو تو میں اللہ سے دعا کردوں کہ تم کو عافیت عطا فرمائے' اس عورت نے کہا کہ میں صبر کروں گی' مگر آپ اتنی دعا کردیجئے کہ میرا بدن نہ کھلے تو آپؐ نے دعا فرمادی۔ (ایضاً بحوالہ مسند احمد)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے آئے' فرمایا کہ یہ مرض تو ٹھیک ہوجائے گا' مگر میری وفات کے بعد جب تم اندھے ہوجاؤ گے اور لمبی عمر پاؤ گے تو کیا کرو گے؟ حضرت زیدؓ نے جواب دیا: تب تو میں بہ نیت ثواب صبر کروں گا' آپؐ نے فرمایا: تب تم جنت میں بے حساب داخل ہوگے' چنانچہ آپؐ کی وفات کے بعد حضرت زیدؓ کی بینائی ختم ہوگئی' مگر وہ تازندگی صابر رہے۔ (ایضاً بحوالہ مسند ابی یعلی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض الوفات میں لوگ ان کی عیادت کے لئے آئے' اور طبیب بلانے کا مشورہ دیا' اس پر انہوں نے فرمایا کہ طبیب مجھے دیکھ چکا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ میں وہی کرتا ہوں جو چاہتا ہوں۔ (و بشرالصابرین بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے' ان کے ساتھیوں نے کہا کہ اے ابوالدرداء! تمہیں کیا تکلیف ہے؟ فرمایا: گناہوں کی تکلیف ہے' پوچھا گیا کہ کیا خواہش ہے؟ فرمایا: جنت کی خواہش ہے' عرض کیا گیا کہ کیا کسی طبیب کو بلایا جائے؟ فرمایا کہ طبیب (اللہ تعالیٰ) ہی نے تو مجھے لٹایا اور بیمار کیا ہے۔ (ایضاً بحوالہ کنزالعمال)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مرض طاعون میں مبتلا ہوگئے' مگر اس پر صابر رہے اور فرمایا کہ اس مرض کے بدلے سرخ اونٹ مجھے پسند نہیں ہیں۔ (ایضاً بحوالہ کنزالعمال)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیر کا کچھ حصہ سڑ گیا' جس کا نکالنا ضروری ہوگیا' ڈاکٹر نے پیر کاٹنے سے پہلے بے ہوش کرنا چاہا' مگر حضرت عروہ اس پر آمادہ نہ ہوئے' کچھ لوگ ان کو پکڑنے اور تھامنے آئے تاکہ آپریشن کے وقت وہ حرکت نہ کریں' مگر آپ نے منع کردیا اور ہوش وحواس کے عالم میں پیر کٹوادیا' ان کی زبان پر تسبیح و ذکر کا ورد جاری تھا' آپریشن ختم ہونے کے بعد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سفر میں بڑی مشقت اور تعب کا سامنا کرنا پڑا' پھر کٹا ہوا پیر اپنے ہاتھ میں لے کر اسے مخاطب کیا کہ: ''اللہ خوب جانتا ہے کہ میں تمہارے ذریعہ کسی حرام کی طرف کبھی نہیں چلا۔'' (کنزالعمال)

اسی طرح کے واقعات امام احمد بن حنبل اور دیگر اکابر کے بھی ہیں۔

ام ابراہیم نامی خاتون بڑی نیک' عبادت گزار اور خدا ترس تھیں' ایک بار اونٹ نے ان کو پٹخ دیا' جس کی وجہ سے ان کا پیر ٹوٹ گیا' کچھ لوگ عیادت کے لئے آئے تو انہوں نے فرمایا: اگر دنیا کے مصائب نہ ہوتے تو ہم آخرت میں خالی ہاتھ اور مفلس آتے۔ (صفوۃ الصفوۃ)

موت کی مشقت پر صبر:

انسان کو لاحق ہونے والے مصائب میں سب سے سخت اور دردناک مصیبت موت ہے' خود قرآن میں موت کو مصیبت کہا گیا ہے (سورۂ مائدہ:۱۰۶) اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ: ''ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔'' (آل عمران:۱۸۵)

''اور یہ موت وحیات کی تخلیق انسان کے حسن

عمل کی آزمائش ہے۔‘‘(الانبیاء:۳۵)

’’جس نے موت وحیات کو پیدا کیا
تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں کس کا عمل اچھا
ہے۔‘‘ (سورۂ ملک)

جو اس زندگی کو غنیمت سمجھ کر طاعات کا خوگر بن جاتا ہے‘ وہ کامیاب و بامراد ہے اور جو اسے غنیمت نہیں سمجھتا اور نیکی نہیں کرتا وہ خائب وخاسر ہے۔

قرآن میں صراحت آئی ہے کہ موت سے کسی کو مفر نہیں‘ وہ اپنے وقت مقرر پر آکر رہتی ہے‘ اس میں تقدیم وتاخیر ناممکن ہے‘ وہ ہر جگہ آسکتی ہے‘ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ قرآن کریم کہتا ہے:

’’جس موت سے تم فرار اختیار
کررہے ہو‘ وہ تم کو پیش آکر رہے گی۔‘‘
(الجمعہ:۸)

عرب شاعر ابوالعتاہیہ کہتا ہے:

لا تأمن الموت فی طرف ولا نفس
ولو تسترت بالابواب والحرس
واعلم بأن سهام الموت قاصدة
لكل مدرع منا ومترس
(وبشر الصابرین)

تم ایک لمحہ کے لئے بھی موت سے بے خوف نہ رہو‘ تم چاہے جتنا چھپ جاؤ‘ حفاظتی انتظام کرلو‘ پہرے کا بندوبست کرو‘ بچاؤ کا سامان کرو‘ موت کا تیر تم تک پہنچ کر رہے گا۔

اسی لئے قرآن میں حکم ہے: ’’ولتنظر نفس ما قدمت لغد‘‘(الحشر:۱۸) جب موت آتی ہے تو ہر شخص کو یہ فکر ہونی چاہئے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیج رکھا ہے۔ حدیث نبویؐ ہے:

’’عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ
کرے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے
کام کرے‘ اور عاجز و بے بس وہ ہے جو
اپنے نفس کو اپنی خواہش کے تابع کردے
اور اللہ سے امیدیں باندھے رکھے۔‘‘
(ایضاً بحوالہ ترمذی ومسند احمد وابن ماجہ)

ایک حدیث میں وارد ہے:

’’تم پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں
سے پہلے غنیمت سمجھو! زندگی کو موت سے
پہلے‘ صحت کو مرض سے پہلے‘ فراغت کو
مشغولیت سے پہلے‘ جوانی کو بڑھاپے سے
پہلے اور مالداری کو فقر سے پہلے غنیمت
سمجھو۔‘‘ (ایضاً بحوالہ بیہقی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

’’اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اس کے
کہ تم سے حساب لیا جائے‘ اپنے اعمال کو
تولو قبل اس کے کہ (قیامت میں) ان کا
وزن کیا جائے‘ کیونکہ آج (دنیا) عمل کا
وقت ہے نہ کہ حساب کا‘ اور کل (قیامت کا
دن) حساب کا وقت ہے نہ کہ عمل کا۔‘‘
(مختصر منہاج القاصدین)

اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ موت کے وقت آدمی صبر اور رضا بالقضا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے خود سپردگی کا مظاہرہ کرے‘ یہی ایمان صادق کی دلیل اور اخروی کامیابیوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ حدیث قدسی ہے‘ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’جس بندۂ مومن کے کسی عزیز کی
میں روح قبض کرلوں اور وہ اس پر بہ نیت
ثواب صبر کرے تو اس کے لئے میرے
پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں ہے۔‘‘

انبیاء کرام خصوصاً اشرف الانبیاء محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصیبت موت کا بارہا سامنا ہوا‘ ولادت سے قبل ہی باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا‘ چھ سال کی عمر میں ماں کا وصال ہوگیا‘ آٹھ سال کی عمر میں شفیق دادا داغ مفارقت دے گئے‘ پھر نبوت کے بعد مہربان چچا ابو طالب اور مخلص بیوی حضرت خدیجہؓ بھی چل بسے اور وہ سال آپ کے لئے غم واندوہ کا سال ہوگیا‘ اولاد کی وفات کا صدمہ بھی آپ نے سہا‘ حضرت فاطمہؓ کی وفات آپؐ کی وفات کے چھ ماہ بعد ہوئی‘ مگر ان کے سوا تمام صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی وفات آپؐ کے سامنے ہوئی‘ حضرت زینبؓ کے صاحبزادے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی وفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوئی‘ شفیق چچا حضرت حمزہؓ آپؐ کے سامنے غزوۂ احد میں بے دردی سے شہید اور ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے‘ احد کے بعد مدینہ کی عورتیں اپنے مقتول وشہید اعزہ کا ماتم کررہی تھیں‘ مگر آپؐ کے الفاظ میں حمزہ پر رونے والیاں نہیں تھیں‘ آپؐ کے سامنے آپؐ کے بہت سے جاں نثار اصحابؓ نے وفات پائی‘ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے جام شہادت نوش کیا‘ حضرت زیاد بن سکنؓ نے احد کی لڑائی میں اپنا رخسار آپ کے قدموں پر رکھ کر آخری ہچکی لی۔

معرکہ احد کے شہداء میں حضرت انس بن نضر‘ حضرت سعد بن ربیع اور حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہم سرفہرست رہے‘ غزوۂ موتہ کے وفا شعار قائدین حضرت زید بن حارثہؓ حضرت جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم بھی نعمت شہادت سے سرفراز ہوئے‘ مگر موت وشہادت کے اور ان جیسے بے شمار حوادث کے موقع پر آپؐ اور آپؐ کے تربیت وفیض یافتہ صحابہ کرامؓ نے صبر وتحمل اور استقامت وثبات کا بے نظیر ریکارڈ قائم کیا اور قیامت تک آنے والے لوگوں کے سامنے نمونہ عمل رکھ دیا۔

اولاد کی موت پر صبر:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کسی کا بچہ وفات پاجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے کہ کیا تم نے میرے بندے کے بچہ کی روح قبض کرلی؟ فرشتے کہتے ہیں: ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم نے اس کے دل کے ٹکڑے کو چھین لیا؟ فرشتے کہتے ہیں: ہاں! اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ میرے بندے نے اس پر کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آپ کی حمد بیان کی اور ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کہا' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد (تعریف کا گھر) رکھو۔ (ترمذی)

حضرت عتبہ بن عبداللہؓ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: جس مسلمان کے تین نابالغ بچے وفات پاجاتے ہیں (اور وہ صبر کرتا ہے) تو یہ بچے اسے جنت کے آٹھوں دروازوں پر ملیں گے' وہ جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوجائے گا۔ (مسند احمد وابن ماجہ)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس عورت کے تین بچے وفات پاجائیں' وہ اس کے لئے جہنم سے آڑ اور پردہ بن جائیں گے' ایک عورت نے پوچھا کہ اگر دو بچے وفات پاجائیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر دو بچے وفات پاجائیں تو بھی یہی بات ہے کہ وہ جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گے۔'' (مسند احمد)

کسی صحابیؓ کے کم سن بچے کے انتقال کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی سے فرمایا: ''کیا یہ تمہارے لئے مسرت کی بات نہیں ہے کہ تم جنت کے جس دروازے پر بھی جاؤ' اس بچے کو وہاں دوڑتے ہوئے اور اپنے لئے جنت کے دروازے کھلواتے ہوئے پاؤ۔'' (مسند احمد ونسائی)

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا مشہور شاعرہ ہیں' جنگ قادسیہ میں ان کے چاروں بیٹوں نے جام شہادت نوش کیا' جب یہ خبر ان کو ملی تو انہوں نے کہا: یہ میرے لئے شرف کی بات ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ سے خیر کی امید ہے۔

شوہر کی موت پر صبر:

حضرت ابوسلمہؓ کے وصال پر ان کی وفا شعار بیوی حضرت ام سلمہؓ کو بے پناہ غم لاحق ہوا' انہوں نے صبر سے کام لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی یہ دعا پڑھی کہ اے اللہ! مجھے اس مصیبت پر اجر دے اور مجھے اس سے اچھا بدل عطا فرما' چنانچہ پھر انہیں اللہ تعالیٰ نے ابوسلمہؓ سے اچھا بدل عطا فرمایا اور وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آگئیں۔

بیوی کی موت پر صبر:

اس کا سب سے عمدہ نمونہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیوی حضرت خدیجہؓ کی وفات پر صبر ہے' حضرت خدیجہؓ خواتین میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئیں اور ہر طرح سے آپؐ کا تعاون کیا اور تسلی دیتی رہیں' ان کی وفات سے آپ کو بے حد غم ہوا' مگر آپؐ نے صبر سے کام لیا' دیگر ازواج مطہرات کے سامنے آپؐ بار بار حضرت خدیجہؓ کا ذکر خیر فرماتے تھے اور ان کی خوبیوں کو بیان کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کا صبر:

ایک بار سلطان ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ حج کے لئے آئے ہوئے تھے' قربانی کے دن حجامت بنوانے کی ضرورت ہوئی اور ایک حجام سے بات ہوئی' لیکن جس وقت اس نے بال کاٹنے شروع کئے اسی وقت ایک مال دار آدمی جو حجام کو ایک دینار اجرت دینے پر تیار تھا' آگیا اور اس نے حجام سے کہا کہ میری حجامت بناؤ' پیسہ کے لالچ میں وہ حجام ابراہیم بن ادہمؒ کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوگیا اور جب اس سے فارغ ہوا تو پھر ان کی طرف آیا' ابھی تھوڑے ہی بال کاٹے تھے کہ ایک اور مالدار آگیا اور وہ حجام ان کو چھوڑ کر اس کے بال کاٹنے میں مشغول ہوگیا۔ غرض پانچ یا چھ مرتبہ یہ قصہ پیش آیا' آخر کسی نہ کسی طرح جب سلطان ابراہیم بن ادہمؒ کے بال کاٹ کر وہ فارغ ہوا تو انہوں نے مزدوری دوگنی دی' وہ یہ دیکھ کر بہت شرمندہ اور حیران ہوا کہ میں نے تو ان کو اتنا پریشان اور ذلیل کیا اور یہ الٹا مجھے دوگنی مزدوری دے رہے ہیں' اس نے پوچھا: اے درویش! آپ مجھے دو چند اجرت کیوں دے رہے ہیں؟ میں نے طمع دنیاوی اور اہل دنیا کے خوف سے آپ کی حق تلفی کی تھی' مجھے تو آپ سے کچھ بھی ملنے کی امید نہ تھی؟ اگر دینا ہی ہے تو جتنا سب دیتے ہیں وہ آپ بھی دے دیں' دو چند دینے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے جواب دیا: اجرت تو حق محنت کی ہے اور زیادتی اس بات کی کہ جب تم مجھے چھوڑ کر کسی مال دار کی حجامت بنانے کے لئے جاتے تھے تو میرے نفس میں شدید غصہ اور اشتعال پیدا ہوتا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ تم کو کچھ کہہ دیں' لیکن میں نے اپنے نفس کو شکست دینے کے لئے صبر سے کام لیا اور صابرین کا درجہ بہت بڑا ہے اور یہ سب مجھے تمہاری بدولت حاصل ہوا' اس لئے درحقیقت تم میرے دوست ہوا اور اجرت میں اضافہ کی یہی وجہ ہے۔ (اخلاق سلف)

اسلاف کے صبر وتحمل اور استقامت کے یہ چند نمونے ہیں جو ہر مدعی اسلام کی رہنمائی کا سامان ہیں۔

☆☆..............☆☆

مسلم معاشرہ پر دینی مدارس کے اثرات

مولانا محمد شاہ نواز عالم قاسمی

مدارس اسلامیہ درس و تدریس کے مراکز ہی نہیں' بلکہ ان کی حیثیت ایک تحریک کی ہے' برصغیر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سہرا اسی تحریک کے سر جاتا ہے۔ مسلمانوں میں دینی' فکری' سیاسی' سماجی بیداری کے حوالے سے اگر یہ کہا جائے کہ مدارس ہی ان امور کے لئے سرگرم عمل ہیں تو شاید بے جا نہ ہوگا' دینی مدارس زندہ جاوید حرکت و نمو سے لبریز ایک ایسا مستحکم ادارہ ہیں جو مولانا علی میاں ندویؒ کے الفاظ میں:

''اس کا ایک سرا نبوت محمدیؐ سے ملا ہوا ہے' دوسرا سرا اس زندگی سے' وہ نبوت محمدیؐ کے چشمہ سے پانی لیتا ہے اور زندگی کے ان گنت کشت زاروں میں ڈالتا ہے' وہ اپنا کام چھوڑ دے تو زندگی کے کھیت سوکھ جائیں اور انسانیت مرجھانے لگے' اور یہ واقعہ ہے کہ دیگر ممالک نے بروقت اسلام و مسلمانوں کی حفاظت کی تدبیر مدارس کی شکل میں نہ سوچی تو آج وہاں دہریت اور لادینیت کا دور دورہ ہے' دین اسلام کا نشان مٹ چکا ہے اور اب یہ پہچاننا مشکل ہوتا ہے کہ کبھی ان ممالک میں مسلمانوں نے صدیوں حکومت بھی کی تھی۔''

دینی مدارس کے قیام کا پس منظر:

دینی مدارس کے قیام کے پس منظر کو اگر ہم سمجھ لیں تو ان دینی مدارس کی خدمات اور مسلم معاشرہ پر ان کے اثرات کا سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کا کوئی اسلامی تشخص برقرار رہنا تو کجا' سرے سے ان کا وجود ہی خطرہ میں پڑ گیا تھا' مسلمانوں کے تشخص کو مٹانے اور ان کے ذہنوں سے حکومت کی بوباس ختم کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر تدبیریں عمل میں آئیں' ایک طرف مسلمانوں کا وجود خطرے میں تھا تو دوسری طرف انہیں مرتد اور بددین بنانے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کئے جا رہے تھے۔ داخلی اور خارجی دونوں طرح کی تحریکیں اس سلسلہ میں کام کر رہی تھیں۔ یورپ سے عیسائی مشنریوں کی آمد' ملک میں مشنری اسکولوں کا قیام' فتنہ آریہ سماج' رافضیت و قادیانیت' غیر اسلامی عقائد و اعمال' قبر پرستی' وغیرہ جیسی برائیاں' علمائے حق کے خلاف مبتدعین کی کفر سازیاں وغیرہ کئی داخلی' خارجی فتنے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر نے میں مصروف کار تھے' سیاسی' سماجی اور معاشی انحطاط مسلمانوں کا مقدر بن چکا تھا' جائیدادیں اور اوقاف سب ضبط کئے جا چکے تھے۔ غرض دین و دنیا ہر اعتبار سے مسلمان تہی داماں ہوتے جا رہے تھے' ان ناگفتہ بہ حالات میں دینی مدارس کے قیام کا سلسلہ شروع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس تحریک نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ سب سے پہلے خانوادۂ ولی اللّٰہی کے علمی جانشین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور چند دیگر بزرگوں نے دیوبند میں ایک مدرسہ کا آغاز کیا جو آگے چل کر دارالعلوم دیوبند کہلایا' دارالعلوم کا قیام درحقیقت تجدید دین کی اجتماعی تحریک کا نقطۂ آغاز تھا اور اصلاح امت اور تجدید دین کے ایک مستحکم مرکز کا قیام تھا۔

تحریک دارالعلوم کا نصب العین:

جن حالات میں دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا' ان سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دارالعلوم کی تحریک کا نصب العین صرف تعلیم ہی کی حد تک محدود نہ تھا' بلکہ اس کے ضمن میں آزادی پسندی' غلامی شکنی' اسلامی اتحاد' وطنی اتحاد' قومی خودمختاری' حق خودارادیت' معاشی استغناء' وسائل کی فراہمی' رابطۂ عوام وغیرہ کے ملے جلے جذبات کارفرما تھے' اور دارالعلوم کی تاسیس ایک خاص مکتب فکر کی تاسیس تھی' جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے اصول ہشت گانہ اور جاری کردہ نظام کار سے واضح ہوتا ہے۔ حضرتؒ نے

۱۸۵۷ء کے بعد بھانپ لیا تھا کہ اگر قوم میں ملک و سیاست کے ساتھ علم و اخلاق اور ذہن وفکر میں بھی خود ارادیت باقی نہ رہی تو اس قوم کی بنیاد ہی منہدم ہو جائے گی' اور وہ کبھی بھی اجتماعی طور پر خود اختیار بن کر نہ ابھر سکے گی' اس لئے حضرت نانوتویؒ کے نزدیک قوم کی سیاسی مملوکی اور اجتماعی غلامی کے ازالہ کی واحد تدبیر یہی تھی کہ قوم کو علم و دین کے راستہ سے اجتماعیت کی لائنوں پر ڈال دیا جائے' اور یہ جب ہی ممکن تھا کہ تعلیم وتربیت کے نظام کو مدارس کی شکل میں اجتماعی اصولوں پر قائم کیا جائے' چنانچہ آپ نے پورے ملک میں قیام مدارس کی تحریک چلائی' جس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد تھانہ بھون' مراد آباد' گلاؤٹھی' دربھنگہ وغیرہ میں مدارس قائم ہو گئے۔

اسلامی اتحاد کے اسی جذبے کے تحت آپ کے شاگردوں اور دیگر مدارس کے فارغین نے اسلام پر حملہ آور داخلی و خارجی فتنوں کا مقابلہ مناظراتی' مباحثاتی' تحریری اور جہادی انداز میں کیا جس سے کئی تحریکیں وجود میں آ گئیں' جن کے اپنے ہمہ گیر اثرات ہیں' ہم ان میں سے کچھ اہم تحریکوں کا اجمالی خاکہ ہی ذکر کئے دیتے ہیں' جن سے موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہوگی اور مسلم معاشرہ پر دینی مدارس کے ہمہ گیر اثرات کا اندازہ ہو سکے گا۔

عقیدۂ ختم نبوت:

انیسویں صدی کے اخیر میں اسلام کے اس عظیم بنیادی عقیدے پر یلغار کی گئی اور انگریز کی خانہ ساز نبوت کے داعی یورپ اور بلاد افریقہ میں تبلیغی مشن کے حسین عنوان سے مسلمانوں کو ارتداد کی دعوت دینے لگے' دیوبند اور اس کے ہم مشرب مدارس کے فارغین علماء نے مسلمانوں کو اس ارتدادی فتنے (قادیانیت) سے خبردار کیا' اکابر دیوبند کے سرخیل شیخ امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے خلفاء حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ اور شیخ مہر علی شاہ گولڑویؒ کو اس کی سرکوبی کی جانب متوجہ کیا' علامہ انور شاہ کشمیریؒ' علامہ شبیر احمد عثمانیؒ' مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ' مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ' مولانا یوسف بنوریؒ' سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ اساطین علماء میدان میں نکلے اور اپنی گرانقدر علمی تصانیف' موثر تقاریر اور بے پناہ مناظروں سے انگریزی نبوت کے دجل وفریب کا اس طرح پردہ چاک کیا اور ہر محاذ پر ایسا تعاقب کیا کہ اسے اپنے مولد و منشاء میں محصور ہو جانا پڑا' جس سے مسلم معاشرہ ارتداد کی آلودگیوں سے محفوظ ہو گیا اور ملک کے گوشے گوشے میں قادیانیت کی منافقت اور اسلام سوز حرکتیں بے نقاب ہو گئیں' علمائے دیوبند کے علمی وفکری مرکز ''دارالعلوم دیوبند'' کی زیر نگرانی حریم ختم نبوت کی پاسبانی کی یہ مبارک خدمت پوری توانائیوں کے ساتھ آج بھی جاری وساری ہے۔

ناموس صحابہ کرامؓ کا دفاع:

ناموس صحابہ کرامؓ کے دفاع کے لئے دینی مدارس نے نہایت وقیع اور گرانقدر خدمات انجام دی ہیں' چنانچہ اکابر دیوبند میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہما اللہ نے اجوبہ اربعین وغیرہ' اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے مطرقۃ الکرامۃ اور ہدایات الرشید جیسی بلند پایہ کتابیں تحریر فرمائیں اور اس باب میں محدثین دہلی کے فکری و علمی موقف کی پوری نمائندگی کی' جو حضرت شاہ ولی اللہ کی ازالۃ الخفاء' قرۃ العینین سے ظاہر ہے' پھر امام اہل سنت والجماعت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ دفاع صحابہ کرامؓ کی اس عظیم خدمت میں پوری عمر

دیوبند اور اس کے ہم مشرب مدارس کے فارغین علماء نے مسلمانوں کو اس ارتدادی فتنے (قادیانیت) سے خبردار کیا' اکابر دیوبند کے سرخیل شیخ امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اپنے خلفاء حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ اور شیخ مہر علی شاہ گولڑویؒ کو اس کی سرکوبی کی جانب متوجہ کیا' علامہ انور شاہ کشمیریؒ' علامہ شبیر احمد عثمانیؒ' مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ' مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ' مولانا محمد یوسف بنوریؒ' سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ اساطین علماء میدان میں نکلے اور اپنی گرانقدر علمی تصانیف' موثر تقاریر اور بے پناہ مناظروں سے انگریزی نبوت کے دجل وفریب کا اس طرح پردہ چاک کیا اور ہر محاذ پر ایسا تعاقب کیا کہ اسے اپنے مولد و منشاء میں محصور ہو جانا پڑا' جس سے مسلم معاشرہ ارتداد کی آلودگیوں سے محفوظ ہو گیا اور ملک کے گوشے گوشے میں قادیانیت کی منافقت اور اسلام سوز حرکتیں بے نقاب ہو گئیں

مصروف رہے اور اس اہم موضوع کے ہر ہر گوشہ سے متعلق اس قدر معلومات فراہم کردیں کہ شاید اس پر مزید اضافہ دشوار ہو' نیز حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ نے مقام صحابہ کرامؓ پر کامیاب مضامین لکھے اور جب وقت کی سیاسی آندھیوں نے قافلہ اسلام کی صف اوّل پر یلغار کی تو حضرت مدنیؒ نے صحابہ کرامؓ کے معیار حق ہونے پر وہ مباحث تحریر فرمائے جو عصر حاضر کے لئے سرمایہ فخر ہیں' ان بزرگوں کے علاوہ مولانا ولایت حسین بہاریؒ' مولانا محمد شفیع سکھرویؒ' علامہ دوست محمد قریشیؒ' قاضی مظہر حسینؒ' مولانا محمد منظور نعمانیؒ وغیرہ نے اس محاذ پر گرانقدر خدمات انجام دیں۔

ردِ شرک و بدعت:

ایک گروہ جو زبانی عشق رسولؐ کا دعویدار ہے اور اپنے سوا تمام طبقات اسلام کو قابل گردن زدنی اور دنیا کے ہر کافر و مشرک سے بدتر سمجھتا ہے' لیکن عملاً اس کا حال یہ ہے کہ شریعت کے روشن چہرہ کو مسخ کرکے دین میں نت نئے اضافے کرتا رہتا ہے اور من گھڑت افکار کو شریعت قرار دیتا ہے' جبکہ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک علمائے حقانی نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو سب سے زیادہ رد بدعت پر مرکوز رکھا کہ اسی سے شرک کی راہ نکلتی ہے' جانشینان محدث دہلوی نے اس سلسلہ میں بہت کام کیا اور دینی مدارس کو منصوبہ بند طریقہ سے جاری کرنے کو وقت کی اہم ضرورت سمجھا' کیونکہ مسلمانوں میں عقیدے کی جو خرابیاں پیدا ہوئیں اور دوسری قوموں سے متاثر ہوکر مسلم معاشرہ میں جو بہت سی بدعقیدگیاں گھس آئی تھیں' اس کی بنیادی وجہ مسلم عوام میں تعلیم کی کمی' دینی معلومات کا فقدان اور اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت تھی۔

پھر انہی مدارس کے فضلاء رد بدعت پر معرکۃ الآراء تقریریں کرتے اور تمام خرافات کی تردید قرآن و حدیث کی روشنی میں کرتے تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ' مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ' حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ نے شرک و بدعت کے رد میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں اور ماضی قریب میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ وغیرہ نے بھی اس محاذ پر نہایت کامیاب خدمات انجام دیں اور معاشرہ کو شرک و بدعت سے پاک کیا' آج بدعت کی تردید میں ہزاروں کتابیں موجود ہیں اور ہر مسئلے پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

فتنہ ارتداد اور تحفظ اسلام:

برصغیر میں ۱۸۵۷ء کے سیاسی انقلاب کے بعد محدثین دہلی کے پیروکار اکابر دیوبند نے اپنی علمی و دینی بصیرت سے اس حقیقت کا پورا ادراک کرلیا کہ سماجی و اقتصادی تبدیلیاں جب اقتدار کے زیر سایہ پروان چڑھتی ہیں تو دینی و روحانی قدروں کی زمین بھی ہل جاتی ہے۔ اس باب میں عثمانی ترکوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ تاریخ کے اس انتہائی خطرناک موڑ پر اکابر دیوبند کے سامنے وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ اسلامی تہذیب کو مغربیت کے اس سیلاب سے محفوظ رکھا جائے اور مسلمانوں کے دین و مذہب کا تحفظ کرکے انہیں ارتداد سے بچایا جائے' اس مقصد کے لئے انہوں نے پوری بیدار مغزی و ژرف نگاہی سے ہر اس محاذ کو متعین کیا جہاں سے مسلمانوں پر فکری و عملی یلغار ہوسکتی تھی اور پھر اپنی بساط کی حد تک حکمت و تدبیر کے ساتھ ہر محاذ پر دفاعی خدمات انجام دیں۔

آریہ سماج:

غیر منقسم ہندوستان کی غالب اکثریت ایسے مسلمانوں کی ہے' جن کے آباؤ اجداد کسی زمانہ میں ہندو تھے' انگریزوں نے سیاسی اقتدار پر تسلط جمانے کے لئے یہاں کے ہندوؤں کو اکسایا کہ یہ مسلمان جو کسی زمانہ میں تمہاری ہی قوم کا ایک حصہ تھا' اپنی عددی قوت بڑھانے کے لئے انہیں دوبارہ ہندو بنانے کی کوشش کرو' چنانچہ انگریزوں کی خفیہ سرپرستی میں آریہ سماج کے ذریعہ مسلمانوں کو مرتد کرنے کی تحریک پوری قوت سے شروع ہوگئی' اسلام کے خلاف اس فکری محاذ پر حالات سے ادنیٰ مرعوبیت کے بغیر علماء کرام نے اسلام کا کامیاب دفاع کیا' تقریر و تحریر' بحث و مناظرہ اور علمی و دینی اثر و نفوذ سے اس ارتدادی تحریک کو آگے بڑھنے سے روک دیا' بالخصوص دیوبند کے سرخیل اور قائد و رہنما حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اس سلسلے میں نہایت اہم اور موثر خدمات انجام دیں' برصغیر کی مذہبی و سماجی تاریخ کا ایک معمولی طالب علم بھی حضرت موصوف کی ان خدمات جلیلہ سے پوری طرح واقف ہے' تقسیم ہند کے قیام خیز حالات میں جبکہ برصغیر کا اکثر حصہ خون کے دریا میں ڈوب گیا تھا' اس ہولناک دور میں بھی شدھی سنگٹھن کے نام سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی ایمان سوز تحریک برپا کی گئی' اس موقع پر بھی علمائے مدارس اس وقت کے خونی منظر سے بے پرواہ ہوکر میدان میں کود پڑے اور خدائے رب العزت کی مدد و نصرت سے ارتداد کے اس سیلاب سے مسلمانوں کو بحفاظت بچالے گئے۔

عیسائیت کی تبلیغی مہم:

ہندوستان پر انگریزی تسلط کے بعد عیسائی مشنریاں برصغیر میں اس زعم سے داخل ہوئیں کہ وہ ایک فاتح قوم ہیں' مفتوح قومیں فاتح قوم کی تہذیب کو آسانی سے قبول کر لیتی ہیں' انہوں نے پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کے دل و دماغ سے اسلام کے تہذیبی نقوش مٹا دیں یا کم از کم انہیں ہلکا کر دیں' تاکہ بعد میں انہیں اپنے اندر ضم کیا جا سکے اور اگر وہ عیسائی نہ بن سکیں تو اتنا تو ہو کہ وہ مسلمان بھی نہ رہ جائیں' اس محاذ پر اکابر دیوبند نے عیسائی مشنری اور مسیحی مبلغین سے پوری علمی قوت سے ٹکر لی اور نہ صرف علم و استدلال سے ان کے تمام حملوں کو پسپا کر دیا' بلکہ تہذیب اور ان کے مذہبی ماخذ پر کھلی تنقید کی' اس سلسلے میں حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی خدمات سے علمی دنیا اچھی طرح واقف ہے۔

ایک مرتبہ اس اسکیم کے تحت پورے ملک میں انگریزی اسکولوں کا جال بچھا دیا گیا' اور اس کی آڑ میں مسلم بچوں کے ذہن و دماغ کو مسیحی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی جانے لگی' مسلمانوں کی تہذیب و تمدن اور اسلامی علوم و فنون کو ختم کر دینے کی سازش رچائی جانے لگی' اس محاذ پر علماء نے پوری ذمہ داری کا ثبوت دیا اور ہندوستان کے چپے چپے میں عربی درسگاہوں کے ذریعہ دین کے چراغ روشن کر دیئے اور اس کا بھرپور اہتمام کیا کہ برصغیر میں اسلام اپنی اصل شکل و صورت کے ساتھ نمایاں رہے' اس سلسلے میں حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ' مولانا رشید احمد گنگوہیؒ' شیخ الہندؒ مولانا خلیل احمدؒ اور آزادی کے بعد حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے کامیاب جدوجہد کی' پس کہا جا سکتا ہے کہ اگر آج برصغیر میں اسلام کا وجود ہے تو اس کی بقاء دارالعلوم دیوبند اور دیگر دینی مدارس ہی کی دین ہے۔

یہ وہ چند فرقے اور فتنے ہیں جو مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی اتحاد کو پارا پارا کرنے میں نمایاں رہے ہیں اور دیگر فرقوں کو ہم نے دانستہ طور پر نظر انداز کر دیا ہے کہ یہ مقالہ اس کا متحمل نہیں۔ مسلم معاشرہ پر دینی مدارس کے اثرات ایک بہت ہی وسیع موضوع ہے' اگر ہم صرف ان مدارس کے فضلاء کی تحریکوں کا سرسری جائزہ بھی لیں تو ایک مستقل کتاب درکار ہے' چونکہ مثبت اور منفی دونوں پہلو سے ان مدارس کے اثرات مسلم معاشرہ پر مرتب ہوئے ہیں' اس لئے ان فرقوں کا اجمالی تذکرہ ناگزیر ہوا تاکہ اثرات کے سمجھنے میں آسانی ہو' اب تک ہم نے ان مدارس کے دفاعی پہلو کو ذکر کیا ہے۔

اقدامی پہلو کے کئی انواع ہیں: مثلاً دعوت و تبلیغ' وعظ و نصیحت' تصنیف و تالیف' پرچے و لٹریچر کا اجراء' دینی تعلیم کا فروغ' سلوک و طریقت کی ترویج' ان کے علاوہ معاشی' سیاسی' سماجی تحریکوں کی بنیاد ڈالی گئی جو اپنا ہمہ گیر اثر رکھتی ہیں اور مسلم معاشرہ آج بھی ان سے فیضیاب ہو رہا ہے' ان تحریکوں اور ان کے اراکین کا کوئی تفصیلی خاکہ ہمارے سامنے نہیں ہے' جبکہ یہ تاریخ کا ایک زبردست خلا ہے' اس لئے بعض انواع کو ہم اجمالاً ہی ذکر کریں گے۔

دارالعلوم دیوبند کی سو سالہ خدمات تحریک پر کتابیں موجود ہیں' چونکہ بیشتر مدارس دارالعلوم دیوبند ہی کی غیر رسمی شاخیں ہیں اور اسی کی تحریک کو آگے بڑھانے میں معاون و مددگار ہیں' اس لئے ہم ام المدارس دارالعلوم دیوبند کی سو سالہ خدمات اور اس تحریک کے اثرات و ثمرات کا سرسری جائزہ لینے پر ہی اکتفا کریں گے' اسی سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مرکز کے زیر اثر کتنے چھوٹے بڑے مدارس ہیں جو آج برصغیر کے چپے چپے پر قائم ہیں اور ہر سال ہزاروں کی تعداد میں طلباء فارغ ہو رہے ہیں' وہ کیا کچھ کر رہے ہوں گے' نیز ہم دارالعلوم کے کارناموں میں صرف دینی خدمات انجام دینے والے فارغین ہی کا تذکرہ کریں گے' کیونکہ دینی و سیاسی انداز سے حصہ لینے والے طلبہ کے اعداد و شمار ہمارے سامنے نہیں ہیں۔

فضلائے دارالعلوم کی کارکردگی:

ذیل میں تاریخ دارالعلوم سے فضلائے دارالعلوم کی کارکردگی کے جو اعداد و شمار پیش کئے جا رہے ہیں' وہ خاص توجہ کے مستحق ہیں' ان سے مدارس کی خدمات کا جائزہ لینا آسان ہوگا۔

۱۲۸۳ھ سے ۱۳۸۲ھ تک سو سال کے عرصہ میں دارالعلوم دیوبند نے ۵۳۶ مشائخ طریقت' ۵۸۸۸ مدرسین' ۱۱۶۴ مصنفین' ۷۸۴ مفتیان کرام' ۱۵۴۰ مناظرین' ۲۸۴ ماہرین صحافت' ۴۲۸۸ خطباء و دعاۃ پیدا کئے۔

یہ تو صرف دارالعلوم دیوبند کے اعداد و شمار ہیں' ہم نے بطور نمونہ ان کو ذکر کیا ہے' اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب صرف دارالعلوم کا فیضان علم یہ ہے تو دیگر دینی مدارس' ندوۃ العلماء' مظاہر علوم' جامعہ رحمانی مونگیر وغیرہ جیسے سینکڑوں اداروں کے فیضانات و اثرات کا کیا عالم ہوگا؟ جن کے فضلاء کی کارکردگی کی کوئی تفصیل ہمارے سامنے نہیں ہے۔

دعوت وتبلیغ:

دینی مدارس کے فضلاء میں آغاز ہی سے دعوتی وتبلیغی جذبہ پوری قوت کے ساتھ موجود رہا ہے‘ ان کے اکثر فضلاء اپنے علاقوں میں اصلاحی تقریریں کرتے ہیں اور عوام کو دین کی باتیں بتاتے اور راہِ ہدایت کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ ان حضرات نے ہندوستان کے گوشے گوشے میں عوام مسلمین کو اسلام کے احکام‘ اس کے اوامر و نواہی سے آگاہ کیا‘ ان کے دلوں میں شریعت پر چلنے اور سیرت نبوی کو اپنی زندگی میں اپنانے کا جذبہ ابھارا اور آج بھی وہ مساجد کے منبروں اور چھوٹے بڑے دعوتی جلسوں سے خطاب کرتے اور رونق اسٹیج نظر آتے ہیں۔

بیسویں صدی کے نصف آخر میں ہندوستان میں دعوت وتبلیغ کے کام نے جماعتی ہیئت اختیار کرلی اور تبلیغی جماعت کے نام سے شہرت یاب ہوئی‘ ہندوستان میں اس تنظیم‘ تبلیغی مشن سے جو عظیم فائدے مسلمانوں کو ہوئے‘ وہ ہر شخص کے مشاہدے میں ہیں۔ مسلمانانِ ہند کی دینی زندگی میں ایمان ویقین اور پابندیٔ شریعت کا جذبہ پیدا کرنے میں اس تبلیغی تحریک نے جو روشن کارنامے انجام دیئے ہیں‘ وہ آنکھوں دیکھی حقیقت ہیں‘ اس تحریک کو بروئے کار لانے اور فروغ دینے کا سہرا جس عظیم المرتبت شخصیت کے سر جاتا ہے‘ وہ اسلامی ہند کے محسن اعظم اور عظیم داعی اسلام حضرت مولانا محمد الیاسؒ ہیں‘ جو مدرسہ کے فارغ التحصیل اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ کے خصوصی شاگردوں میں تھے‘ حضرت شیخ الہندؒ کی ہدایت پر انہوں نے تبلیغی جماعت کی بنیاد ڈالی‘ جو آج دعوت کا پرچم تمام عالم میں لہرا رہی ہے۔ اس طرح تبلیغی جماعت بھی دینی مدارس ہی کا فیض ہے‘ تبلیغی جماعت کے اصول وضوابط اور افادیت جاننے کے لئے ملاحظہ ہو مولانا علی میاں ندویؒ کی وقیع کتاب ”مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت“۔

سلوک وطریقت:

ان مدارس نے اصلاح نفس کے اس طریقہ کو بھی فروغ دیا جسے ہم ”سلوک وطریقت“ کہتے ہیں اور جو اصل دین کی روح ”احسان“ سے عبارت ہے‘ مسلم معاشرہ کی اصلاح میں اس طریقہ کو خاص اہمیت حاصل ہے‘ یہ وہ فضلائے مدارس تھے جن کے ہاتھوں پر ہزاروں آدمیوں نے بیعت کرکے اپنی زندگی کو شریعت کا پابند بنالیا‘ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ‘ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ‘ مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ‘ مولانا احمد علی لاہوریؒ اور سب سے زیادہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ سے دنیا فیضیاب ہوئی‘ آپ کے یہاں برصغیر کے اہل علم کا رجوع بہت زیادہ تھا‘ آپ نے بڑے بڑے خلفاء بھی چھوڑے جنہوں نے اصلاح باطن کے دائرے کو بہت زیادہ پھیلایا‘ غرض اس راہ سے بھی مدارس نے عظیم الشان دینی فیوض پہنچائے ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

عصری مزاج کے مطابق دینی لٹریچر کی اشاعت:

علمائے کرام نے جدید نسل کو دین سے قریب کرنے کے لئے ہمیشہ اس کے ذہن ومزاج کا خیال رکھا‘ جس کی وجہ سے دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان میں الحاد ودہریت اور دین سے بیگانگی کو زیادہ پروان چڑھنے کا موقع نہیں مل سکا‘ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صرف دارالعلوم کے فارغین کی کتابوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عقلیت پسند ذہن کو اسلام کے قریب کرنے کے لئے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی العقل والنقل‘ خوارق عادات اور مسئلہ تقدیر جیسی تحریرات عصری تقاضوں کے پیش نظر نہایت مفید ہیں‘ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی کی اشاعت اسلام‘ مولانا مناظر حسن گیلانی کی اسلامی معاشیات‘ مولانا حفظ الرحمٰن کی اسلام کا اقتصادی نظام‘ قصص القرآن (۴ جلدیں)‘ حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی کی آلاتِ جدیدہ اور اسلام‘ اور اسی طرح حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی مختلف کتابیں ہیں‘ یہ وہ صحیح دینی لٹریچر ہیں جو جدید نسلوں کو ملے ہیں۔“

یہ تو صرف دارالعلوم کا اجمالی خاکہ ہے‘ ورنہ دیگر مدارس مدرسہ ندوۃ العلماء‘ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور وغیرہ کے فضلاء نے کیا کچھ کارنامہ انجام دیا ہے‘ وہ بیان سے باہر ہے۔ ماضی قریب میں مولانا علی میاں ندویؒ ہی کی شخصیت کو لے لیجئے‘ ان کی سینکڑوں کتابیں اور مضامین صرف مسلمانوں کو دین ومذہب سکھانے کے لئے ہیں‘ آج مدارس سے کئی سو کی تعداد میں ماہنامے اور جریدے شائع ہورہے ہیں‘ جو ایمان ویقین اور پابندی شریعت کے داعی ومحرک ہیں‘ بعض پرچے دیگر ممالک میں بھی اصلاح مسلمین کا کام کرتے ہیں۔

دینی مدارس کے سیاسی اثرات:

مدارس عربیہ نے سیاسی اعتبار سے بھی معاشرہ پر اپنا اثر ڈالا ہے' ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کو صحیح راہ دکھانے والے یہی فارغین مدارس تھے' انیسویں صدی کے اختتام سے پہلے ہی دارالعلوم میں ''ثمرۃ التربیت'' کا قیام عمل میں آیا' جو دراصل طلبہ اجتماعی فکر اور سیاسی ذوق کی تربیت کا پہلا قدم تھا' پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد ''تحریک خلافت'' منظم ہوئی' ''خلافت کمیٹی'' کا قیام عمل میں آیا' اور ''جمعیت علمائے ہند'' کی بنیاد پڑی' طبقہ علماء کو اجتماعی وسیاسی زبان ملی' ان کا الگ اور مستقل سیاسی پلیٹ فارم آراستہ ہوا جو اسلام کے صحیح اصول وضوابط کے مطابق مسلمانوں کی رہنمائی کرتا رہا' اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ کانگریس جو ہندوستان میں سب سے زیادہ طاقتور جماعت مانی جاتی تھی' بغیر جمعیت علمائے ہند کی اجازت کے کوئی لائحہ عمل مرتب کرنے پر قادر نہیں تھی۔ ۱۹۴۷ء کے پُرآشوب دور میں مسلمانوں کی جان ومال' عزت وآبرو کا کوئی محافظ تھا تو وہ اسی جماعت کے کارکن حضرات تھے' جن میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ہندوستان میں مساجد' مدارس' خانقاہیں' اوقاف اور جائیدادیں اگر آج کچھ محفوظ ہیں تو اسی جماعت کی مرہون منت ہیں۔

اسی سلسلے کی دوسری جماعت ''مسلم پرسنل لاء بورڈ'' کے نام سے آج موجود ہے' جس میں مسلمان کہلانے والی تقریباً سب ہی جماعت اور گروہ کے لوگ شریک ہیں' مسلمانوں کو انصاف دلانے اور ان کے حقوق کی بات چیت کرنے میں پیش پیش رہی ہے' اتحاد بین المسلمین کی یہ واحد نمائندہ جماعت ہے اور تیسری جماعت ''ملی کونسل'' کے نام سے سیاسی وملی خدمت کے میدان سرگرم عمل ہے۔

ایک چوتھی جماعت ''مجلس احرار اسلام'' کے نام سے خدمت میں مصروف عمل ہے اس کا حلقہ بھی بڑا وسیع رہا ہے' اس جماعت کا سب سے بڑا کارنامہ قادیانیوں کے خلاف محاذ آرائی ہے' جس میں انہیں بڑی کامیابی حاصل ہوئی اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد قادیانیت کے حقائق سے واقف ہوئی۔

اردو زبان' مسلمانوں کا تشخص:

اردو کو فروغ دینے میں ان مدارس کی جدوجہد سب سے زیادہ رہی ہے' کیونکہ ان کی اپنی منتخب شدہ زبان اردو ہے' آج دنیا کے اکثر ممالک میں اردو بولنے اور جاننے والے موجود ہیں' زبان اور تہذیب وتمدن کی وحدت کیا اہمیت رکھتی ہے؟ اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کرسکتے ہیں جو اپنی جماعت کے نمائندہ کہلاتے ہیں۔ زبان کی وحدت' تہذیب وثقافت کی وحدت کی ضامن ہوتی ہے' دنیا میں زبان اور تہذیب وکلچر قوم کا سب سے بڑا طرۂ امتیاز سمجھی جاتی ہے' اور بین الاقوامی اعتبار سے اسے ایک حیثیت حاصل ہے' اس سے بندر بانٹ کے بجائے وحدت کا تصور ہوتا ہے' آج ہندو پاک میں اردو زبان مسلمانوں کا تشخص وامتیاز سمجھی جاتی ہے اور ہر مسلمان کو چاہے وہ کسی صوبہ سے تعلق رکھتا ہو' اس سے ایک گونہ لگاؤ ضرور ہے' یہ وحدت کا تصور آخر کس نے دیا؟ یہی مدارس کے طلبہ تھے جنہوں نے پورے مسلم معاشرہ کو ایک قالب میں ڈھالنے کی لازوال کوشش کی' جس سے غیر اسلامی طور وطریق کا نکل جانا ایک لازمی نتیجہ ہے۔

ذریعۂ معاش اور مدارس:

۱۸۵۷ء کے بعد جب مسلمانوں کی جائیداد ضبط کرلی گئیں اور ان کی معاشی حالت ابتر ہونے لگی' اس وقت دینی مدارس نے تعلیم کے ساتھ ذریعۂ معاش پر بھی توجہ دی اور شعبۂ خوش خطی' شعبہ خیاطی وغیرہ جیسے شعبے قائم کرکے طلبہ کو ان فنون میں باضابطہ مہارت پیدا کرائی گئی اور اس طرح وہ یہاں سے فارغ ہوکر اگر وہ درس وتدریس کے قابل نہ ہوئے تو ان فنون کو ذریعۂ معاش بنالیا۔ ادھر چند سالوں سے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ' مدارس کا جزو لاینفک بنے ہوئے ہیں۔ یہ بھی اسی مقصد کے تحت وجود میں آئے' دینی وعصری طرز کے مدارس کے علاوہ تقریباً اکثر دینی مدارس وقت کی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس شعبہ کو کھول رہے ہیں' جن میں باقاعدہ طلبہ کا داخلہ ہوتا ہے اور مستقبل میں یہ یہاں سے ایک اچھا ذریعۂ معاش لے کر جاتے ہیں۔

خاتمہ کلام:

الغرض دین ودنیا کا وہ کون سا پہلو ہے' جس میں دینی مدارس نے امت کی رہنمائی نہیں کی؟ اوپر مختلف حیثیتوں سے موضوع کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی' مسلم معاشرہ پر دینی مدارس کے اثرات کا اندازہ مسلمانوں میں دینی' تعلیمی' تبلیغی' معاشی اور سیاسی بیداری سے لگایا جاسکتا ہے' آج مسلم معاشرہ میں اگر اسلام کی کچھ خو باقی ہے' اسلام کی صحیح تعلیم اور دین وشریعت پر چلنے کا جذبہ مسلمانوں میں پایا جاتا ہے تو یہ دینی مدارس ہی کا فیض ہے۔ خصوصاً دارالعلوم دیوبند اور اس سے ملحق دیگر مدارس کے معاشرہ پر گہرے اثرات کا پتا اس سے چلتا ہے کہ آج برصغیر میں مسلمانوں کے دینی وسیاسی وجود کا حامل دینی مدارس کے فارغین ہی کو بتلایا جاتا ہے۔...... ☆☆

تحفظ ناموس رسالتؐ

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف ملک بھر میں احتجاج کی رپورٹ

اسلام آباد...... ہم ناموس رسالتؐ کا تحفظ اور دفاع اپنا مذہبی فرض سمجھ کر کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں کسی سے کسی قسم کی سودے بازی نہیں کی جاسکتی۔ ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین حق دین اسلام' توحید باری تعالیٰ' ناموس رسالت' عقیدۂ ختم نبوت' ناموس صحابہ کرامؓ واہل بیتؓ اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ اور شعائر اسلام کے تحفظ کا درس دیا جو ہمیں آج بھی یاد ہے' ہم یہ سبق بھولے نہیں ہیں' دنیائے کفر تمام تر طاقت' قوت اور کوشش کے باوجود ہمیں ناموس رسالت کے تحفظ سے نہیں ہٹا سکتی اور نہ ہی ہمیں دین اسلام اور شعائر اسلام کی محبت اور عقیدت ہمارے دلوں سے نکال سکتی ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی نے راولپنڈی' اسلام آباد کے دو روزہ تبلیغی دورہ کے موقع پر مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ ۲۳/فروری کو بابائے جمعیت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ سیمینار اور محبت رسولؐ کے حوالہ سے ہماری ذمہ داری کے موضوع پر پریس کلب راولپنڈی' ۲۴/فروری کو جمعۃ المبارک کے اجتماع میں جامع مسجد فاروق اعظمؓ ۳-۹-جی اور بعد نماز مغرب جامع مسجد اولیاء ۲-۶-جی میں عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا' انہوں نے کہا کہ ہم دین اسلام کے ادنیٰ سپاہی اور چوکیدار ہیں' ہم ہر قسم کے فتنہ کو روکنے کے لئے ہمہ وقت کمر بستہ رہتے ہیں' ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے پوری زندگی ہمیں یہی درس دیا ہے۔ مغرب' انگریز' یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ ظلم جبر اور طاقت کا استعمال کرنے کے باوجود ہمیں نہیں دبا سکے' انشاء اللہ ہم تحفظ ناموس رسالتؐ کے حوالہ سے دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں گے' دنیائے کفر ہم فقیروں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے سے پہلے اپنے آباؤ اجداد کی ہمارے اکابر کے ہاتھوں ذلت ورسوائی کی تاریخ کا مطالعہ کرے۔ ہم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے نام لیوا ہیں' اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے رہنما مولانا عبدالرؤف' مولانا قاری عبدالوحید قاسمی' مولانا محمد طیب فاروقی' مولانا مفتی محمود الحسن بھی موجود تھے۔

میرپور خاص...... ناموس رسالت کے لئے مسلمان اپنی جان دینے کیلئے بھی ہر وقت تیار رہتا ہے۔ میرپور خاص میں امت مسلمہ کی مکمل اور متحدہ ہڑتال پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت مولانا خواجہ خان محمد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے غیور مسلمانوں کو خراج عقیدت پیش کیا۔ ان خیالات کا اظہار ان دونوں راہنماؤں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد علی صدیقی' مولانا شبیر احمد کرنالوی' مولانا حفیظ الرحمن فیض کے توسط سے کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں نے مزید کہا کہ یہود اور قادیانیت نے ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے اور اس وقت توہین رسالت کے معاملہ پر پوری امت کے مسلمان احتجاج کررہے ہیں اور یورپی مصنوعات کا بائیکاٹ کررہے ہیں' لیکن امریکا اور برطانیہ ان توہین کرنے والے کی اب بھی سرپرستی کررہا ہے' لہٰذا امت مسلمہ کے حکمرانوں کو اب بھی آنکھیں کھول لینی چاہئیں اور کفر کے مقابلہ میں متحد ہوجانا چاہئے' یہ وقت اتحاد کا ہے اور کفر ہمیشہ امت مسلمہ کے اتحاد ہی سے ناکام ہوا ہے۔ لہٰذا مسلمان' یہودیت' عیسائیت اور پاکستان میں ان کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کے خلاف متحد ہوجائیں تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خوش ہوجائیں۔

حکومت پاکستان توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے ممالک کا اقتصادی بائیکاٹ کرے اور وہاں سے اپنے تمام سفارت کاروں کو واپس بلائے اور ان سے تمام قسم کے سفارتی اور اقتصادی تعلقات منقطع کرلے اور اس کے ساتھ ان ممالک کے سفیروں کو ناپسندیدہ شخصیت قرار

دے کر ملک بدر کرے اور ان کے سفارت خانے مکمل طور پر بند کرے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ۲۴/ فروری کو سندھ میں یوم احتجاج مناتے ہوئے علامہ احمد میاں حمادی' مولانا سعید احمد جلال پوری' ڈاکٹر خالد محمود سومرو' مولانا محمد علی صدیقی' قاضی احسان احمد' مولانا حفیظ الرحمن فیض' مولانا شبیر احمد کرنالوی' قاری خلیل احمد' مولانا محمد مراد ہالیجوی' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا فیاض مدنی' مولانا محمد حسین ناصر' مولانا عبدالقیوم ہالیجوی' مولانا عبدالغفور قاسمی' مولانا عبدالستار چاوڑا' حافظ زبیر احمد میمن' حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی' مفتی عبیداللہ انور' مولانا محمد عبداللہ' مولانا محمد راشد' مولانا حزب اللہ' مولانا محمد ارشد مدنی' مولانا محمد امجد مدنی' مولانا امان اللہ' حافظ محمد شریف اور دیگر حضرات نے جمعہ کے اجتماعات میں کیا' علماء کرام نے جہاں ان توہین آمیز خاکوں کے متعلق احتجاج کیا' وہاں مسلمانوں سے بھی اپیل کی کہ وہ اپنی پوری زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں گزاریں۔ دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میر پور خاص کے زیر اہتمام بعد نماز جمعہ مدینہ مسجد شاہی بازار سے سبزی منڈی چوک تک ایک احتجاجی مظاہرہ بھی ہوا' جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے خطاب کیا۔ مولانا شبیر احمد کرنالوی' مولانا حفیظ الرحمن فیض' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا عبدالحفیظ سیال' جمعیت علماء اسلام پاکستان' مولانا محمد شریف سعیدی' جے یو آئی کے حافظ عبدالخالق' جماعت اسلامی کے احسان الٰہی فضل' لالہ نور محمد اور مفتی عبیداللہ انور نے مظاہرین سے خطاب کیا۔

اکیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم

ٹنڈو آدم (پ ر) ٹنڈو آدم میں ہر سال کی طرح امسال بھی اکیسویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی تمام تر تیاریاں اور انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے ترجمان حافظ محمد فرقان انصاری نے کہا کہ کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی کے امیر علامہ محمد راشد مدنی اور مفتی محمد طاہر مکی ہوں گے' جبکہ اسٹیج اور علماء وعوام الناس کے قیام وطعام کا بندوبست کرنے والی کمیٹی میں حکیم حفظ الرحمن' محمد اعظم قریشی' ڈاکٹر محمد خالد آرائیں اور ماسٹر سلیم مدنی اور دیگر احباب شامل ہیں۔ ترجمان کے مطابق کانفرنس کے تمام تر انتظامات مکمل ہیں' کانفرنس ۱۷/ اپریل کو صبح دس بجے شروع ہو جائے گی' جمعہ کا خطاب شیخ الحدیث مولانا محمد مراد ہالیجوی صاحب کا ہوگا' جمعہ کے متصل بعد خطیب سندھ مولانا صبغۃ اللہ جوگی کا بیان ہوگا' بعد نماز عصر ہمیشہ کی طرح امسال بھی سوال وجواب کی محفل ہوگی' بعد نماز عشاء کانفرنس کی آخری نشست ہوگی' جس میں اختتامی خطاب مفکر ختم نبوت مولانا عزیز الرحمن جالندھری کا ہوگا' ترجمان نے بتایا کہ سکھر' روہڑی' پنو عاقل' گھوٹکی' لاڑکانہ' ہالیجی شریف' سلطان پور' سانگھڑ' شہداد پور' نواب شاہ' سکرنڈ' ہالا' خیر' مٹیاری' دادو' حیدر آباد' بھٹ شاہ' بھبول' مورو' باندھی' ٹنڈو الہ یار' میر پور خاص' کنری' کراچی سمیت سندھ بھر سے مجلس کے کارکنان ومعاونین کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے۔ ترجمان کے مطابق کانفرنس کی سکیورٹی کے تمام انتظامات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ذیلی تنظیمیں شبان ختم نبوت' انجمن طلبہ مدارس ختم نبوت اور ختم نبوت یوتھ فورس کے ذمہ ہوں گے۔

خیر پور میرس..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خیر پور میرس سندھ کے مبلغ مولانا محمد فیاض مدنی نے گزشتہ دنوں ٹھیڑی' خیر پور میرس اور اس کے گرد ونواح کے مضافات کا تبلیغی دورہ کیا اور مختلف مساجد میں عقیدۂ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر بیانات کئے' خطبہ جمعہ جامع مسجد صدیق اکبر خیر پور میرس میں دیا' ہزاروں کے اجتماع سے مولانا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے' اللہ تعالیٰ نے ایک سو آیات میں خوب وضاحت سے مسئلہ ختم نبوت کو بیان فرمایا اور دو سو سے زائد احادیث نبویہ اس مسئلہ پر دلالت کرتی ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں' جس مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ مسئلہ ختم نبوت پر کام کرنے والے آپؐ کے ذاتی محسن اور محافظ کی حیثیت رکھتے ہیں' دریں اثناء جمعہ کے بعد مولانا نے ٹھیڑی میں توہین رسالت کے خلاف بہت بڑی ریلی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کی' ریلی میں خطاب کرتے ہوئے مولانا نے کہا کہ توہین رسالت ناقابل معافی جرم ہے' اسلام امن کا درس دیتا ہے اور بدامنی پھیلانے والوں سے نمٹنے کے لئے جہاد کا راستہ دکھاتا ہے' یورپی ممالک کے اخبارات میں آپؐ کی شان میں گستاخی کے مرتکب مجرم کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں' گمبٹ میں بہت بڑی ریلی نکالی گئی جس میں جماعت کے مخلص ساتھی ڈاکٹر عبدالرحمن نے خطاب کیا' اسی طرح رانی پور میں ہزاروں افراد پر مشتمل ریلی نکالی گئی' اس ریلی سے جماعت کے امیر حکیم عبدالواحد بروہی نے خطاب کرتے

ہوئے کہا کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے‘ لیکن آپؐ کی گستاخی ہرگز برداشت نہیں کرسکتا‘ جن بدبختوں نے گستاخی کا ارتکاب کیا ہے‘ ان کو پھانسی پر لٹکایا جائے۔

وہاڑی...... راؤ محمد شبیر بلو خان ناظم یونین کونسل نمبر ۱۸ ھتیگی کالونی وہاڑی نے مورخہ ۶/فروری ۲۰۰۶ء کو ضلعی اسمبلی میں گستاخانہ خاکوں کے خلاف قرارداد مذمت پیش کی‘ جسے اراکین نے متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے محترم و مکرم نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے قریباً ۱۴۲۶ سال قبل اپنے محبوب اور معظم رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان بنا کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں مبعوث فرمادیا‘ جب کہ یہود اور عیسائی یہ یقین کئے بیٹھے تھے کہ پہلے ہزاروں انبیاء علیہم السلام کی طرح نبی آخر الزمان بھی بنی اسرائیل میں ہی پیدا ہوں گے اور آخری نبوت کا اعزاز تاقیامت ہمارا مقدر ہوگا‘ لیکن اس کے برعکس آپؐ کا بنی اسمٰعیل میں پیدا ہونا تھا‘ وہ دن اور آج کا دن چودہ سو سال سے یہودی اور عیسائی حسد کی آگ میں جل رہے ہیں۔ مغربی دنیا اپنی کمینی رذیل اور گندی سوچ کا مظاہرہ شانِ رسولؐ میں بے ادبی کرکے کرتی رہتی ہے۔ ہنود و یہود اور عیسائی اپنی غلیظ زبان اور کمینی حرکات سے مسلمانوں کی دل آزاری کرنے کے لئے نعوذ باللہ خاک بدہن رسول پاک کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں‘ جبکہ ہم مسلمان اللہ رب العزت کے ہر نبی اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا نام بھی عزت و احترام سے لیتے ہیں اور یہی بات اسلام کی حقانیت اور رواداری کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں توہین آمیز کارٹون شائع کرکے مغربی میڈیا اور خاص طور پر ڈنمارک‘ ناروے‘ ہالینڈ اور فرانس کے اخبارات میں جس کمینگی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ اس گندی اور غلیظ حرکت پر آج ساری امت مسلمہ سراپا احتجاج ہے‘ ہم حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بھی سعودی عرب‘ ایران‘ شام اور لیبیا کی طرح ان رذیل ممالک سے فوری طور پر سفارتی تعلقات ختم کرے‘ تجارتی لین دین بند کرے اور ان ممالک سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور عملی طور پر ثابت کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس کے لئے جان و مال‘ عزت و آبرو قربان کرنا ہماری آزمائش نہیں‘ بلکہ ہمارے لئے عین سعادت ہے‘ جبکہ حکومت پاکستان مصلحت پسندی سے کام لیتے ہوئے بادل نخواستہ انتہائی کمزور احتجاج پر قوم کو ٹرخانا اور وقت گزارنا چاہتی ہے جو کہ انتہائی کمزور ایمان اور بزدلی بلکہ بے غیرتی کی علامت ہے‘ جبکہ گستاخ رسولؐ کی زبان گدی سے کھینچ لینا اور اس کا سر قلم کردینا ہی غیرت ایمانی کا تقاضا ہے۔ عالم اسلام اور برصغیر پاک و ہند کی تاریخ گستاخانِ رسول کو جہنم رسید کرنے اور عاشقانِ رسولؐ کی قربانیوں سے بھری پڑی ہے‘ آج یہ ہاؤس حکومت پاکستان اور اس کے کرتا دھرتا کو بتادینا چاہتا ہے کہ پوری پاکستانی قوم اور امت مسلمہ آپ سے توقع رکھتی ہے کہ اسلام کے نام پر حاصل کردہ یہ ایٹمی ملک پاکستان عالم اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے گستاخانِ رسولؐ کے سامنے ایک بپھرے ہوئے شیر کی مانند کھڑا ہو جائے اور انہیں ایسا سبق سکھایا جائے کہ وہ مسلمانوں سے معافی مانگیں اور آئندہ ایسی قبیح حرکت کی جرأت نہ کرسکیں اور صدر مشرف صاحب اگر واقعی سیّد ہیں تو پھر اپنے نانا پاک کی حرمت اور دین بچانے کے لئے سنت حسینیؓ ادا کریں۔

مانسہرہ...... رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرکے ہمارے دلوں کو زخمی کردیا گیا ہے‘ کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرکے مسلمانوں کے دلوں کو تڑپا دیا ہے۔ ان واقعات کی وجہ سے پورا عالم اسلام گزر گیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے گستاخان رسول کے عبرتناک انجام پر خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اب مسلمانوں کے ایک ہونے کا وقت آگیا ہے‘ اب بیداری کی لہر تو آچکی ہے‘ انہوں نے کہا کہ گستاخی رسول ناقابل معافی جرم ہے‘ انہوں نے کہا کہ دنیا کا کوئی مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی نبی و رسول کی توہین کی جائے‘ لوگوں نے بداخلاقی کو آزادی اخلاق کا نام دے کر توہین آمیز حرکت کو اپنا لیا ہے۔ جن ممالک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی قسم کی توہین کی گئی ہے‘ ایمان کا آخری درجہ یہ ہے کہ ان ممالک کے ساتھ تعلقات کو ختم کیا جائے‘ حقوق انسانی کی تنظیموں پر لازم ہے کہ وہ بھی اس کے خلاف احتجاج کریں۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا کیا ہے ہر دور میں اور ہر شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہی رہی ہے‘ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مرتد کی سزا قتل ہی تھی۔ ان خیالات کا اظہار مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے جامع مسجد صدیق اکبر مانسہرہ میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ تورات‘ انجیل اور زبور بھی گواہی دے رہی ہیں کہ کسی بھی نبی کی توہین کرنے والے کی سزا قتل ہے۔

مسلمانوں نے ہر دور میں دفاع انبیاء علیہم السلام کا فریضہ سرانجام دیا ہے کسی بھی شخص نے کسی دور میں کسی بھی نبی کی توہین کی تو مسلمان ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے اپنی جان پر کھیل گئے۔

مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو خراج تحسین

مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی تاریخ اسلام کے ایک عظیم عالم دین تھے۔ علماء کرام میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ ایک مثالی کردار کے مالک تھے۔ عشق رسولؐ میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے' اپنے بیٹے کو موت کی کشمکش میں چھوڑ کر مسلمانوں کے ایمان بچانے کے لئے سفر پر نکل پڑے' وہ پیدائشی طور پر مقام ولایت پر فائز تھے۔ ان خیالات کا اظہار مکتبہ انوار مدینہ مانسہرہ میں مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے خدمات مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے عنوان سے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا' انہوں نے کہا کہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا کردار روشن ستاروں کی طرح چمکتا رہے گا' ہر آنے والا دن ان کی خدمت کو مزید اجاگر کرے گا' ان کی خدمات آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گی' انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی اللہ کے دین کی سرفرازی کو بنالیا تھا۔ حق وصداقت کے علمبردار بن کر وہ آواز حق بلند کرتے رہے۔ اسلام کی خدمت کرنے میں انہوں نے کوئی کمزوری نہیں دکھائی۔ انہوں نے ایک عظیم مسلمان کی طرح زندگی بسر کی' ان کی خدمات کو اجاگر کرنے کا پروگرام لے کر مکتبہ انوار مدینہ آگے بڑھ رہا ہے اور انشاء اللہ اس سلسلہ میں یادگار کام کیا جائے گا۔ مولانا غلام غوث ہزاروی کی خدمات موجودہ دور کے لئے بہترین نمونہ ہیں' ایک وقت میں وہ جامع الصفات انسان تھے۔

☆☆..........☆☆

آہ! میاں برہان حیدر مرحوم

میاں برہان الدین حیدر مرحوم بہاولپور کی معروف شخصیت میاں نظام الدین حیدر کے فرزند ارجمند تھے۔ میاں نظام الدین حیدر' نواب صادق محمد خان عباسیؒ کے وزراء میں سے تھے۔ میاں برہان حیدر کاروبار کے سلسلہ میں امریکا منتقل ہوگئے۔ امریکا میں شادی کی اور وہیں کے ہوکر رہ گئے' کبھی کبھی وطن تشریف لاتے' بندہ کی بہاولپور تقرری کے دوران ان سے یاد اللہ رہی' جب مرحوم کے بھائی میاں حسنین حیدر نے غلہ منڈی میں کاروبار شروع کیا اور میاں حسنین حیدر مجلس کے کرایہ دار تھے تو اس دوران مرحوم بہاولپور تشریف لائے اور مجلس کے دفتر میں بھی تشریف لائے' جہاں کافی دیر مختلف دینی موضوعات پر محفل رہی' بندہ بھی کبھی ان کے آفس جاتا جہاں ان سے طویل مجالس رہتیں' گزشتہ دنوں بندہ چھٹی پر تھا تو ایک صاحب گھر پر تشریف لائے اور انہوں نے بتلایا کہ بہاولپور سے آرہا ہوں اور میاں حسنین حیدر کا سلام پہنچایا اور بتلایا کہ میاں صاحب یاد کررہے ہیں' بندہ ۲۲' ۲۳ اور ۲۴/ فروری کو سہ روزہ دورہ پر بہاولپور حاضر ہوا تو میاں حسنین حیدر سے بھی ملا' انہوں نے بتلایا کہ میاں برہان حیدر انتقال فرما چکے ہیں' اس خبر سے دلی صدمہ پہنچا۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ پروردگار عالم غریب الدیار بندے کی مغفرت فرمائیں اور ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ

محرم الحرام میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ٹوبہ' کلویا ضلع ٹوبہ' جتوئی' علی پور' پرمٹ تحصیل علی پور' ضلع مظفر گڑھ' گوجرہ' فیصل آباد' کھڑیانوالہ' فیروزوٹواں' شیخوپورہ' لاہور' گوجرانوالہ اور بہاولپور کے تبلیغی دورے کئے' جہاں انہوں نے کئی مساجد میں قرآن وحدیث کے دروس' جمعہ کے اجتماعات اور دینی و اصلاحی جلسوں سے خطاب فرمایا۔ موصوف نے اپنے خطابات میں ناموس رسالتؐ کی حرمت' عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ' قادیانیت کے دجل وفریب اور قادیانیوں کی ملک دشمنی کے عنوانات پر خطابات فرمائے اور شہداء کربلا کی سیرت' عظمت' شہادت کے عنوانات پر منعقدہ تبلیغی جلسوں میں شرکت کی اور سیدنا حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ فیصل آباد میں نئے مبلغ مولانا عبدالخالق کا تعارف کرایا اور جامع مسجد قبا افغان آباد گلی نمبر ۲ میں مجلس کے دفتر کے قیام کی کوشش کی۔ فیصل آباد میں پیر طریقت شیخ الحدیث مولانا سید جاوید حسین شاہ مدظلہ العالی' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا فقیر محمد' مولانا فضل امین' مولانا مفتی محمد طیب' مولانا محمد زاہد' مولانا حق نواز خالد' مولانا محمد مظفر' مولانا حبیب الرحمن' نصیر احمد سنگر یلا پریس' چوہدری محمد طفیل تارڑ حیدر سنز' مولانا عبدالخالق' مولانا سید محمد زکریا حفظہ اللہ سمیت دسیوں علماء کرام' مشائخ عظام اور جماعتی رفقاء سے ملاقاتیں کیں۔ جامع مسجد ختم نبوت خیابان نمبر ۲ میں منعقدہ کونشن سے خطاب کیا۔

Regd No. SS-160

فرما گئے یہ ہادیؐ لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام

فرما گئے یہ ہادیؐ لا نبی بعدی

اکیسویں سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

زیر سرپرستی: مخدوم المشائخ، خواجہ خواجگان، حضرت مولانا **خان محمد** دامت برکاتہم، کندیاں شریف، میانوالی

قطب وقت، حضرت اقدس مولانا **سید نفیس شاہ** الحسینی مدظلہ العالی، لاہور

زیر صدارت: مفکر ختم نبوت، مجاہد ملت
حضرت مولانا **عزیز الرحمٰن جالندھری** مدظلہ العالی
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان، پاکستان

زیر نگرانی: جرنیل ختم نبوت
حضرت **علامہ احمد میاں حمادی** مدظلہ العالی
صوبائی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ

تلاوت قرآن کریم:
قاری القرا قاری **عبدالحمید انڈھڑ** حیدر آباد

نعت خواں:
الحاج **امداد اللہ** صاحب پھلپوٹو، سکھر

پروگرام:
بتاریخ: ۷/ اپریل ۲۰۰۶ء بروز: جمعۃ المبارک
بوقت: صبح دس بجے تا رات گئے

بمقام:
دن کی نشستیں مرکزی جامع مسجد ختم نبوت،
رات کی نشست ایم اے جناح روڈ پر ہوگی

مہمانانِ گرامی

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی صاحب سجاول، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ملتان، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مراد ہالیجوی صاحب سکھر، حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی صاحب سرگودھا، جانشین لدھیانوی حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری صاحب کراچی، حضرت مولانا صبغۃ اللہ جوگی صاحب کنڈیارو، حضرت مولانا قاضی احسان احمد کراچی، حضرت مولانا محمد نذر عثمانی حیدر آباد، حضرت مولانا محمد علی صدیقی میر پور خاص، مفتی حفیظ الرحمٰن، علامہ محمد راشد مدنی، مفتی محمد طاہر مکی ٹنڈو آدم، رانا محمد انور، منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ کراچی

شمع رسالت کے پروانوں سے جوق در جوق شرکت کی استدعا ہے

الداعی الی الخیر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و شبان ختم نبوت ٹنڈو آدم فون: 0235-571613-0333-2881703